رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریۃ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۵ | مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۰۳ء روز شنبہ | جلد ۷

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور یہ ابتلا انکو پیش آگیا کہ ایلیا کا آسمان سے آنا مسیح کے آنے سے پہلے ضروری ہے اب انصاف شرط ہے اگر یہ مقدمہ کسی جج کے سامنے پیش ہو تو وہ بھی یہودیوں ہی کے حق میں ڈگری دے گا۔ کیونکہ یہ صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ ایلیا آئے گا۔ اور اس سے پہلے کوئی نظیر اس قسم کے بروز کی ان میں موجود نہ تھی جو مسیح نے یوحنا کو ایلیا بنایا اب اگرچہ ہم ان کتابوں کی بات تو یہی کہتے ہیں کہ فلا نصدق ولا نکذب ہو۔ لیکن یہ بھی ساتھ ہی ضروری بات ہے کہ قرآن شریف میں یہ آیا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ علاوہ بریں یہ مقدمہ ایلیا کی قرآن شریف نے کہیں تکذیب اور تردید نہیں کی اور یہودی اور عیسائی دونوں قومیں بالاتفاق اسکو صحیح مانتی ہیں اگر یہ قصہ صحیح نہ ہوتا تو عیسائیوں کا حق تھا کہ وہ بول پڑتے اور اس کی تکذیب کرتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگر اس عقدہ کو غلط کہا جائے تو عیسائیوں کے لیے ان مشکلات سے نجات اور مخلصی ہے جو اسکو صحیح ماننے سے انھیں پیش آتی ہیں لیکن جب کہ انھوں نے تکذیب نہیں کی اور اسکو صحیح تسلیم کر لیا ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم بلاوجہ تکذیب پر آمادہ ہوں حق یہی ہے کہ یہودیوں میں یہ خبر صحیح موجود تھی کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا آئے گا اسی لیے جب مسیح آگیا تو وہ مشکلات میں پڑے اور انھوں نے مسیح سے ایلیا کے متعلق سوال کیا اور مسیح نے یوحنا کی صورت میں اس کے آنے کو تسلیم کر لیا۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ ہوتی تو سب سے پہلے مسیح کا یہ حق تھا کہ وہ بجائے اسکے کہ یہ کہتے کہ آنے والا ایلیا یوحنا ہی ہے یوں جواب دیتے کہ کوئی ایلیا آنے والا نہیں ہے مسیح نے اگر اسکو صحیح تسلیم نہ کیا ہوتا تو وہ یوحنا کی شکل میں ایلیا کو نہ مانتے۔ یہ چھوٹی اور معمولی سی بات نہیں مسیح کا یہودیوں کے اس اعتراض کو ماننا اور اسکا جواب دینا بھی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ وہ بجائے خود اس امر کو صحیح اور یقینی سمجھتے تھے یہودیوں کا یہ عقدہ بہر حال قابل پذیرائی تھا اور مسیح نے اسکو قبول کر کے یہی جواب دیا کہ آنیوالا ایلیا یوحنا ہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ اب اگر استعارات کچھ چیز نہیں اور حقائق کی پیشگوئیوں میں یہ جزو اعظم نہیں ہوتی تو پھر جتنے یہودیوں نے حضرت مسیح کی اس تاویل کو تسلیم نہیں کیا وہ بھی انکار کریں کہ وہ فیصلہ صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ایلیا والے مقدمہ کی ہم تکذیب تو کر نہیں سکتے کیونکہ قرآن شریف نے کہیں اس کی تکذیب نہیں کی۔ اور تکذیب کے اول حقدار تو حضرت مسیح اور ان کے متبعین ہو سکتے ہیں۔ جبکہ یہ بات ہے کہ استعارات کوئی چیز نہیں اور ہم پیشگوئی

دعویٰ کر سکتا ہے۔ اور وہ شخص بھی جسکی حفاظت
میں خاوند نے اسکو چھوڑا ہوا تھا۔ مگر رہنی نامہ
صرف اسکا خاوند ہی کر سکتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس
اگر کسی شخص کا چالان زیر دفعہ ۳۲۵ تعزیرات
ہند کیا گیا ہو مگر بعد میں وہ مر گیا۔ تو استغاثہ تو
اسکی نسبت پولیس کی معرفت ہی دائر ہو سکتا
ہے۔ حالانکہ اس کا رہنی نامہ ایسی صورۃ میں نہیں
ہو سکے گا۔ پس ان امور سے صاف ثابت ہوتا
ہے۔ کہ یہ ضرور نہیں۔ کہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ
فوجداری جو مظلوم شخص دعویٰ ازالہ حیثیت
عرفی دائر کر سکتا ہو۔ وہ وہی شخص ہو۔ کہ جسکا
ذکر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کی جدول
جرائم کے خانہ ۳ میں کیا گیا ہے۔ یا دوسرے
الفاظ میں اگر ایسی عبارت کو لکھا جاوے
تو یہ ہوگا۔ کہ متذکرہ بالا امور سے یہ ثابت
نہیں ہوتا۔ کہ شخص مظلوم مندرجہ دفعہ ۱۹۸
ضابطہ فوجداری مترادف شخص ہتک شدہ
مندرجہ دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کے ہے کہ
جیساکہ وکلاء استغاثہ ہی منتشر اور بے سروپا
طور سے بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ
جیسا ابھی اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ وہ مختلف
اشخاص ہو سکتے ہیں۔ اور اکثر دفعہ ہوتے ہیں
علاوہ بریں اگر وکلاء ملزمان کی حجت اول کو صحیح
اور درست مان لیا جاوے۔ اور سوائے
شخص ہتک شدہ کے اور کوئی شخص دائری
استغاثہ کا منصب نہ رکھتا ہووے۔ تو پھر
دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی تشریح (۱)
ایک فضول اور بے معنی عبارۃ ہو جاتی ہے
کیونکہ پھر تو ایک متوفی کی توہین ہو جانے
کی حالت میں کوئی بھی استغاثہ دائر نہ کر سکا
کرے گا۔ حالانکہ قانوناً ایسا استغاثہ دائر کیا
جا سکتا ہے۔ پس وکلاء فریقین کی اس بحث
سے ہمارا اتفاق نہیں ہے۔ کہ شخص مظلوم
مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری۔ جو نالش
زیر باب اکیس تعزیرات ہند دائر کر سکتا ہے
وہ وہی شخص ہونا چاہیے۔ کہ جو دفعہ ۳۴۵
ضابطہ فوجداری کی جدول جرائم کے خانہ ۳ میں
مندرج ہے۔ ساتھ اس کے ہم وکلاء ملزمان کی
اس حجت سے بھی اتفاق نہیں کرتے ہیں۔ کہ
اگر ایسا نہ مانا جاوے گا تو زیر دفعہ ۴۰۳
ضابطہ فوجداری جرائم زیر باب اکیس تعزیرات
ہند کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ کیونکہ
انکی حجت کے مطابق جبکہ ایک رشتہ دار متوفی
کے دعوے ازالہ حیثیت عرفی کا فیصلہ ہوگیا۔
تو دوسرے رشتہ دار متوفی پر جدید دعویٰ
دائر کر سکتا ہے۔ مگر ہماری رائے میں
دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کے الفاظ
بالکل صاف ہیں۔ انہیں صاف مندرج ہے
کہ جبکہ ایک دفعہ عدالت مجاز کے جرم کا فیصلہ
کر دیگی اور ملزم بری یا سزایاب ہو جاویگا۔ تو
انہیں واقعات پر کبھی اسکی تحقیقات اور
تجویز نہیں ہو سکے گی۔ پس نہ ختم ہونیوالے
سلسلہ کا خوف جو وکلاء ملزمان اپنی حجت کو
ظاہر کرنے سے بیان کرتے ہیں وہ خود الفاظ
دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کے مطابق
قطعی جاتا رہتا ہے۔ پس ان حالات میں جو
اختلافات وسقم قانون کو وکلاء ملزمان بیان
کرتے ہیں۔ کہ واقعہ ہونگے۔ اگر الفاظ مظلوم
شخص مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری
اور شخص ہتک کردہ مندرجہ دفعہ ۳۴۵
ضابطہ فوجداری کو مترادف نہ مانا جاوے
وہ ہماری رائے میں کوئی وقعت اور در اصل
وجود نہیں رکھتی ہیں۔ (۲) البتہ اگر
دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کے الفاظ مظلوم
شخص کو دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی
تشریح (۱) سے علیحدہ کرکے پڑھا جاوے
تو دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کی تعبیر میں
بڑی دقت پیش آتی ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص
متوفی جس کی کہ ہتک کی گئی ہے۔ اسکے
پسران بھی ہیں۔ اور اسکی بیوہ بھی ہے
اور علاوہ ان کے اسکے دوسرے رشتہ دار
قریبی مثلاً بھائی۔ چچا۔ اور باپ بھی ہیں
اور وہ سب کے سب زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح
(۱) تعزیرات ہند ایک ہی دفعہ مختلف
استغاثہ جات ازالہ حیثیت عرفی نسبت کسی شخص کے
دائر کریں۔ جیساکہ تشریح نمبر ا دفعہ ۴۹۹ تعزیرات
ہند مذکورہ کے تحت وہ کر سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ فرض
نہیں ہے۔ کہ ایک کا استغاثہ دائر کر دینا۔
دوسروں کو انکی دائری سے روک دیوے۔ تو پھر
سوال یہ لازمی طور سے پیدا ہوگا کہ کس کے استغاثہ
کی تحقیقات ہووے۔ اور کسکو نظر انداز کیا جاوے
یا اگر ان دائر کردہ استغاثہ جات میں سے کوئی
شخص مثلاً بھائی متوفی ملزم سے مل جاوے
اور رہنی نامہ دیدیوے (کیونکہ حسب بحث
وکلاء استغاثہ شخص مظلوم مندرجہ دفعہ ۱۹۸
ضابطہ فوجداری زیر دفعہ (۳۴۵) ضابطہ
فوجداری رہنی نامہ دیسکتا ہے۔ بوجہ اسکے
کہ انکی بحث کے مطابق ایسی حالت میں بھی
شخص ہتک شدہ ہے) اور انہیں ملزم
لامحالہ بری کیا جاوے۔ تو پھر کیا اثر دیگر استغاثہ جات
دائر شدہ پر ایسی بریت کا پڑے گا۔ بلکہ زیر
دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری انھیں واقعات پر
کسی جرم کی تحقیقات اور تجویز اور دوبارہ نہیں
ہو سکتی۔ اور جبکہ ایک دفعہ کوئی شخص ان سے
بری یا سزایاب ہو چکا ہے۔ تو پھر کسی طرح سے
ان دیگر استغاثہ جات کے ساتھ سلوک کیا جاویگا
یا اگر یہ مان لیا جاوے کہ وہ شخص رہنی نامہ نہیں
دے سکتا۔ مگر اگر وہ دانستہ یا نادانستہ اپنے
استغاثہ کو خارج ہونے دے۔ اور ملزم کسی
طرح سے اُسمیں سے بری کرا دے۔ تو کیا اثر
اسکی ایسی کارروائی سے دیگر استغاثہ جات
متدائرہ پر پڑے گا۔ کیونکہ ایسی حالت میں
ایک مقابلتاً دور کا رشتہ دار اپنے فعل سے کسی
متوفی ہتک شدہ کے اپنے سے زیادہ قریبی
اور حقیقی رشتہ داران مثلاً بیوہ یا پسران یا باپ
کو ان جائز حقوق یعنی دائری مقدمہ ازالہ
حیثیت عرفی سے اور اسکے متعلق انصاف حاصل
کرنے سے محروم کر سکتا ہے۔ کہ جو دراصل بڑا ظلم
اور قانون فوجداری کے تحت بے قاعدگی ہوگی
یا اگر متوفی کا پسر اور بیوہ جو سب سے قریب
ترین رشتہ متوفی سے رکھتی ہوں اور جو حقیقتاً
استغاثہ ہتک حیثیت عرفی دائر کرنے کے لیے سب
سے زیادہ اور سب سے اول مستحق ہوں۔ مگر
خواہ ملزم سے ملکر یا کسی دیگر باعث سے
وہ بنیاد دعویٰ اور استغاثہ دائر نہ کرنا چاہتے
ہوں۔ اور نہ ان الفاظ کو کہ جو متوفی کی نسبت
تحریر کی گئی ہیں وہ ازالہ حیثیت عرفی کی حد
تک پہنچی ہوئی سمجھتی ہوں۔ تو کیا پھر انکی
موجودگی عدم دائری استغاثہ میں ایک انکے
مقابلے دور کے رشتہ دار کو منصب دائری
استغاثہ زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح ۱ ہو سکتا ہے
بغرض اگر ان حالات کو مد نظر رکھا جاوے
اور نیز دیگر فیصلہ جات پنجاب ریکارڈ نمبر [illegible]
و انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱
صفحہ ۱۰۴ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰
صفحہ ۳۴۱ و جلد ۲۵ صفحہ ۱۵۶ و انڈین
لا رپورٹ مدراس جلد ایک صفحہ ۳۸۳ و ضابطہ
فوجداری مؤلفہ مسٹر آیر صاحب صفحہ ۲۴۰
وغیرہ کو دیکھا جاوے جنمیں ججان ہائیکورٹ
نے سوائے خاوند کو مقدمہ زیر دفعہ (۵۰۱)
تعزیرات ہند دائر کرنے کا اختیار دینے کے
محض نسبت اپنی زوجہ کے دیگر ہتک
آمیز الفاظ بیان کیے جانے کے۔ کہ بوجہ اسکے
کہ قانوناً انکی ذات کو ایک مانا گیا ہے۔ اور
کسی رشتہ دار کو حتیٰ کہ باپ کو اپنی بیٹی یا دختر
کی ہتک کے واسطے یا بھائی کو اپنی ہمشیرہ
کی ہتک کیواسطے یا پسر کو اپنی والدہ کی ہتک
کیواسطے یا بھائی کو اپنی بھاوج کی ہتک کیواسطے

شخص مظلوم زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کی تعریف میں قرار نہیں دیا ہے۔ اور نہ انکو دائری مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا منصب دیا ہے۔ حالانکہ یہ کل ایسے قریبی اور قدرتی رشتہ دار ہیں کہ جنکو قدرتاً ایک دوسرے کی ہتک اور بدنامی میں سب سے زیادہ رنج ہوتا ہے۔ اور ہونا چاہیے۔ تو پھر یہ سب سے اول جو ضروری اور اہم سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا کسی متوفی شخص کی ہتک کی جاوے کی حالت میں جبکہ قانون نے اُس کے خاندان والوں کو اور قریبی رشتہ داروں کو (دیکھو تشریح ۱ زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند) اجازت دائری استغاثہ دی ہے زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری کون مظلوم شخص دائری مقدمہ کے واسطے سمجھا جانا چاہیے۔ تاکہ وہ متضاد اور بے ترتیب نظارہ ایسے استغاثوں کی دائری کے وقت نہ پایا جاوے جنکا ذکر ہم نے ابھی اوپر کیا ہے۔ (۸)

پس ان حالات میں ہماری رائے یہ ہے کہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کے الفاظ شخص مظلوم (Person aggrieved) کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ تشریح ۱ سے علیحدہ پڑھنا ہرگز اور مطلق درست اور صحیح نہیں ہوگا۔ جیسا کہ وکلاء استغاثہ کی بحث ہے اور کہ خود جس عمل کے کرنے سے اُن دقتوں اور بیقاعدگیوں کا سامنا ہمیں ضرور کرنا پڑیگا۔ کہ جنکا اوپر مفصل ذکر ہوا ہے بلکہ دونوں کو ملا کر اور پیوست کرکے پڑھنا ضروری اور لازمی ہے اور اسواسطے اب یہ دیکھنا ہے کہ لفظ ([illegible]) یعنی خاندان یا دیگر قریبی رشتہ داران ([illegible]) کی کیا تعریف تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند میں ہو سکتی ہے تاکہ پھر جو استغاثہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری باب اکیس اسی طرح سے دائر کیا جاوے اُس کے متعلق وہ دقتیں اور گڑبڑ نظارہ پیدا نہ ہووے۔ کہ جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ مگر اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ فیصلجات جو ادنیان کے وکیل نے پیش کیے۔ اور جنکا ذکر اوپر کیا گیا انہیں سے سوائے فیصلہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد (۵) صفحہ ۵۰۰ جسمیں کہ ایک متوفی شخص کے رشتہ دار نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ اور کہ جو اس وجہ سے خارج ہوا تھا۔ کہ مستغیث کو کوئی واقعی نقصان اُس بیحرمتی متوفی سے نہیں ہو چکا تھا۔ باقی جس قدر فیصلجات ہیں وہ کسی متوفی شخص کے متعلق نہیں ہیں۔ اسواسطے انکا پورا پورا اطلاق استغاثہ ہذا پر بھی نہیں ہوتا ہے۔ مگر اُن کے عام مطالعہ سے اور بالخصوص فیصلہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی (۲۵) صفحہ ۱۵۵ و بمبئی جلد (۵) صفحہ ۵۰۰ کے دیکھنے سے ضرور ایک جھلک اُس معیار اور کسوٹی کی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جسپر ہر ایک مظلوم شخص مندرجہ دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری کو مقدمات ازالہ حیثیت عرفی کے دائر کرنے کے واسطے پرکھا جا سکتا ہے اور وہ کسوٹی (دیکھو رائے جناب جسٹس صاحب بہادر چیف جسٹس بمبئی مندرجہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد (۲۵) صفحہ (۱۵۵ و ۱۵۶) یہ ہے۔ کہ کیا شخص مظلوم کو کوئی قانونی رنج یا تکلیف پہنچا ہے۔ اور کہ قانون رنج یا تکلیف میں سے خیالی اور وہمی رنج کو تفریق کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ جو شخص مظلوم کو خاص حرجانہ حاصل کرنے کا عدالت دیوانی میں مستحق بنا دے۔ پس اگر اس کسوٹی سے کہ جو ایک فاضل جج ہائیکورٹ نے کل قانون ازالہ حیثیت عرفی کے مطالعہ کے بعد تجویز کی ہے اور جو کہ نہایت معقول بھی معلوم ہوتی ہے مستغیث مقدمہ ہذا کو پرکھا جاوے۔ تو واقعی اُسکو کوئی منصب دائری استغاثہ ہذا کا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر عدالت دیوانی سے حرجانہ لینے کا بوجہ استعمال ہتک آمیز کلمات نسبت متوفی محمد حسن فیضی برخلاف ملزمان کسی کا حق ہے۔ تو وہ پسران متوفی کو بھی ہو سکتا ہے یا شاید اُسکی بیوہ یا پدر کو مگر کسی صورۃ میں مستغیث کو نہیں ہو سکتا۔ کہ جو متوفی محمد حسن کا سالا ہے۔ یا پانچ پشت دور کا بھی ہے۔ لہٰذا موجودگی پسران و بیوہ و پدر کو متوفی مستغیث کو کوئی حق وراثت یا حصول خاص حرجانہ نسبت ہتک متوفی نہیں ہو سکتی اس واسطے ہماری رائے میں اُسکو کوئی منصب دائری استغاثہ ہذا کا بھی نہیں ہے محض اس وجہ سے ہی کہ مستغیث اپنی ہمشیرہ زادگان و ہمشیرہ کی حفاظت کرتا ہے۔ یا کہ بوجہ اس کے کہ متوفی محمد حسن کی ماتم پرسی کے خطوط اُسکو آتے ہیں۔ اور کہ اُس نے بہت سا حصہ خرچ تجہیز و تکفین کا اُس کے واسطے کیا ہے ہماری رائے میں اُسکو منصب دائری مقدمہ ہذا زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری جبکہ اُسکو تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ملا کر پڑھا جاوے۔ حاصل نہیں ہوتا ہے کیونکہ تشریح (۱) دفعہ مذکور کے مطابق وہ شخص دائری مقدمہ کا منصب رکھتا ہے۔ کہ جو خاندان متوفی میں سے ہو۔ یا کہ جو اُسکا قریبی رشتہ دار ہو۔ اور قریبی رشتہ یا خاندان کے شخص ہونے میں سے پرکھنے کے واسطے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ فاضل چیف جج بمبئی نے معیار یا کسوٹی قانونی رنج یا تکلیف کا سزاوار ہونا رکھا ہے اور کہ جسکا آخری معیار دیوانی عدالت میں حرجانہ خاص کے حاصل کرنے کا حق رکھنا سمجھا گیا ہے جس کی کہ ذیل میں مستغیث نہیں آ سکتا۔ یہ بھی اسجگہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ محض اخلاقی رنج اور غم کرنے یا ماننے کے کثرۃ قلت کوئی معیار تشریح مذکور میں دائری مجوزہ استغاثہ جات کا نہیں رکھا گیا ہے۔ اور نہ عقلاً ہی اضافہ کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ ایسی حالت میں ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ایک متوفی کے دوست کو اُس کے انتقال کی وجہ سے سخت رنج ہو اور اسطرح جو ہتک آمیز کلمات اُسکے واسطے کہے گئے ہوں انکا زیادہ اثر اسکو پہونچے بمقابلہ اُس کے ایک ان پڑھ بیوہ یا پسران یا پسر کے یا ایسی بیوہ یا پسران کے جنکو کسی وجوہات سے متوفی سے کچھ محبت یا خلوص قلبی نہ ہووے۔

علاوہ ازیں جیسا کہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد (۵) صفحہ (۵۰۰) میں درج ہے رشتہ دار متوفی کو جبتک کہ کسی خاص واقعی حرجانہ کے حاصل کرنے کا حق بوجہ استعمال ہتک آمیز کلمات نسبت متوفی پیدا ہو جاوے تب تک محض قیاسی یا وہمی رنج کا ہونا یا اعتبار کا ضائع ہونا اُسکو دائری مقدمہ دیوانی نسبت حرجانہ کا مستحق نہیں کر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے اُسکو زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری مظلوم شخص نسبت دائری استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی قرار نہیں دی سکتا۔ پس اگر اس معیار سے بھی موجودہ استغاثہ کو دیکھا جاوے۔ تو بھی مستغیث نے اپنے ہر دو استغاثہ جات میں سوائے اس کے کہ ایک اپنی دماغی اور قیاسی رنج کا اظہار کیا ہووے بوجہ اس کے کہ ملزمان نے چند اخبارات اور کتابوں میں محمد حسن متوفی کی نسبت سخت الفاظ درج کیے ہیں اور اس سے انکا دل دکھایا ہے۔ اور کسی خاص حرجانہ کی اُنکی ذات پر واقعہ ہونے کا تذکرہ نہیں کیا کہ کہ جسکی وجہ سے وہ خاص حرجانہ عدالت دیوانی میں ملزمان سے لینے کا مستحق ہووے۔ اور اسلیے زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری وہ استغاثہ ہذا کے دائر کرنے کا منصب رکھتا ہو دے

(۸) متذکرہ بالا امور کے علاوہ ہماری رائے میں تشریح ۱ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کے بغور مطالعہ کرنے سے ہمکو [illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ لفظ (یا) کا جو مابین لفظ خاندان اور دیگر قریبی رشتہ داران مندرج ہے۔ اور اُس کے یہ کبھی معنے نہیں ہو سکتے۔ کہ جبکہ متوفی شخص کے اس قسم کے دونوں رشتہ داران موجود ہوں۔ تو ہر دو جداگانہ استغاثہ جات ازالہ حیثیت عرفی کے ایک ہی وقت میں دائر کر سکتے ہیں۔ یا کہ اشخاص خاندان اگر دعویٰ کریں یا نہ کرنا چاہیں تو بھی دیگر قریبی رشتہ دار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر اس لفظ (یا) کے یہ معنی لیے جاویں گے۔ تو پھر وہی گزشتہ نظارہ پیدا ہو جاویگا۔ کہ جسکی تشریح فقرہ (۷) حکم ہذا میں ہم اوپر مفصل کر آئے ہیں پس ان حالات میں ہماری رائے میں لفظ (یا) سے مراد یہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ہی معنی اسکے کل عبارۃ تشریح ہذا کے ساتھ مربوط اور پیوستہ ہو سکتی ہیں۔ اور یہ ہی معنی اُن کے متذکرہ بالا کل اختلافات اور بیقاعدگیاں مندرجہ فقرہ (۷) حکم ہذا کو دور کر سکتے ہیں کہ دیگر قریبی رشتہ دار کے متوفی کے صرف اُسی حالت میں ازالہ حیثیت عرفی کی نالش زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح (۱) کر سکتے ہیں۔ جبکہ کوئی اشخاص اہل خاندان میں اُس کے موجود نہ ہوں۔ اور جبتک کہ وہ موجود ہوں۔ تب تک دیگر قریبی رشتہ دار و نکو کوئی حق استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کو دائر کرنیکا زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری نہ ہوگا۔

(۹) اب صرف ایک امر کی نسبت تذکرہ کرنا باقی رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا اشخاص خاندان میں یا دیگر قریبی رشتہ داروں میں کون شخص شمار ہو سکتے ہیں اور کیا اُنمیں مستغیث مقدمہ ہذا شامل ہو سکتا ہے۔ مگر اول اسجگہ یہ درج کرنا ضروری ہے کہ مستغیث کے دو رشتہ متوفی محمد حسن فیضی سے اُسکے بیان کے مطابق پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ اُسکا سالا ہے۔ اور دوئم وہ اُسکا یکجدی ہے۔ پانچ پشت میں ہے۔ اب ہم خیال نہیں کر سکتے کہ لفظ خاندان و رشتہ داروں قریبی کے خواہ کوئی تعبیر کی جاوے۔ اسمیں ہی کسی کے رو سے سالا خاندان یا قریبی رشتہ داروں متوفی میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ہماری رائے میں وہ مطلق ان دونوں لفظوں کی تعریف میں نہیں آ سکتا۔ اور نہ عام بول چال اہل زبان میں اُسکی نسبت ایسا اطلاق دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ تعزیرات ہند اردو میں لفظ Family ترجمہ صرف اہل وعیال ہی کیا ہے۔ بلکہ وہ یکجدی الخصوص اہل اسلام کے درمیان بھی۔ کیونکہ اہل ہنود میں تو ایسے رشتہ بہت دور کے تعلقات کو چھوڑ کر گنے جاتے ہیں۔ اور بہت مختلف گوت اور خاندانوں میں بھی ہوتے ہیں ایسا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ بذات خود بڑی معیاری دلیل اسبات کی ہو جاتی ہے کہ اب خونی تعلقات کا کچھ اثر باہمی طور سے اُن میں نہیں مانا جاوے گا اور نہ رہے گا۔ اور کہ خواہ وہ کسی وقت یکجدی ہی تھے۔ مگر آئندہ کے واسطے وہ دو مختلف خاندان مانے جاوینگے اور متصور ہوونگے پس متوفی محمد حسین کا سالا ہونے کی حیثیت میں ہماری رائے میں مستغیث ہر دو مقدمات ہذا لفظ خاندان و دیگر رشتہ داروں قریبی متوفی کے ذیل میں نہیں آ سکتا۔ اور نہ اُسکا اُس سے پانچ پشت میں ملنا اُسکو قریبی رشتہ دار کی تعریف میں لا سکتا ہے۔ اب یہاں یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ ہم وکلاء استغاثہ کی اس بحث کو ماننے کے واسطے تیار نہیں ہیں کہ الفاظ خاندان یا دیگر قریبی رشتہ دار مندرجہ تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کو ان لا محدود مہمل اور بسیط معنوں میں تعبیر کیا جاوے کہ جسطرح سے وہ عام لوگوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور کہ جسکی رو سے ایک میں بارہ پشت کا یا اُس سے بھی زیادہ دور کا یکجدی بعض دفعہ ایک خاندان میں سے کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی زمانہ میں ایک مورث کی اولاد سے ہو چکے ہیں۔ یا کہ جسکی رو سے ایک مشترک یکجدی جبتک ایک گھر میں رہے تو ایک خاندان میں سمجھا جاتا ہے اور جب جائداد تقسیم کر کے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ تو علیحدہ خاندان اہل سمجھا جاتا ہو وعلی ہذا القیاس اگر ایسا کرنے سے ہم تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ کی تشریح (۱) کو بالکل مہمل بنا دیتے ہیں۔ اور اسکو ایسی وسعت دیدیتے ہیں کہ جس سے ایک شخص کے تنگ کیے جانے کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ شخص کہ جو شخص ہتک کردہ کی زندگی میں صرف ایک ہی استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کا اُسکی جانب سے دائر کیے جانے کا مستوجب ہو سکتا تھا۔ مگر اُس کے مرجانے کی حالت میں ہزاروں نامعلوم اشخاص کے استغاثہ جات کے دائر کرنے کا مورد بن سکتا ہے۔ یعنی کہ جو شخص متوفی کے یکجدی ہونیکو ثابت کر سکے مگر ہماری رائے میں قانون فوجداری۔ مندرجہ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی تشریح نمبرا کا ایسا وسیع اور مہمل مطلب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا بوجوہات بالا ہماری رائے میں مستغیث کرم الدین کو ان ہر دو استغاثہ جات کے دائر کرنے کا کوئی منصب قانونی بموجودگی پسران بیوہ وغیرہ متوفی نہیں ہے۔ خواہ وہ ان پڑھ ہیں یا پڑھے ہوئے اور خواہ اُنکو خود زیادہ رنج اُن الفاظ سے ہوا ہے کہ جو ملزمان نے متوفی محمد حسین کے بارہ میں دستاویزات متدعویہ میں درج کیے ہیں۔ (۱۰) پس ہم ان ہر دو استغاثہ جات کو خارج کر کے داخل دفتر کرتے ہیں اور ہر سہ ملزمان استغاثہ نمبر ۱ کو اور ملزمان نمبر ۲ و ۳ استغاثہ نمبر ۲ کو رہا کرتے ہیں۔ اور ملزم نمبر ۱ مندرجہ استغاثہ نمبر ۲ جو حاضر نہیں ہوا ہے۔ اُس کے برخلاف ابھی اب کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں۔ اور اُس کے برخلاف استغاثہ مذکورہ کو زیر دفعہ ۲۰۳ ضابطہ فوجداری خارج کرتے ہیں مندرجہ بالا حکم وکلاء فریقین کو سنایا گیا ۱۹ ۱/۲ دستخط انگریزی رائے سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ باختیار مجسٹریٹ درجہ اول

درست مقابلہ شد

ڈائری

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء سے ۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک کی ڈائری کے واقعات یہ ہیں کہ ۱۰ر و ۱۱ر کو مولوی ثناء اللہ کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا۔

۱۔ اور یہیں سے خط و کتابت ہوئی۔ مواہب الرحمٰن چونکہ ۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک جہلم جانا قرار تھا کیونکہ ۱۵ر کو آپ نے دارالامان سے جہلم کو روانہ ہونا تھا ان ایام میں انہیں امور پر گفتگو ہوتی رہی اور آپ کتاب کی تصنیف اس کے پروف وغیرہ پڑھنے میں اوقات صرف رہے۔

۱۳۔ چونکہ گذشتہ دو تین رات آپکو کتاب مواہب الرحمٰن کی تصنیف وغیرہ کی باعث جاگنا پڑا تھا ۱۵ر کی صبح کو فرمایا کہ یہ بھی ایک جہاد تھا۔ ہمکو ان راتوں جاگنے کا اتفاق تو ہوا کرتا ہے مگر کیا خوش وہ وقت ہے جو خدا کے کام میں گذرے۔

فرمایا کہ پیرے اعضاء تو تھک جاتے ہیں مگر دل نہیں تھکتا وہ چاہتا ہے کہ کام ہی ہی جاوے۔

فرمایا ایک صحابی مرتے وقت رونے لگے جب انسے پوچھا گیا کہ کیا موت کے خوف سے روتے ہو تو انہوں نے کہا موت کا تو خوف نہیں البتہ یہ افسوس ہے کہ یہ موقع جہاد کا نہیں جب یہ جہاد کیا کرتا تھا اگر اسوقت یہ موقع ہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔

۔۔ ظہر و عصر کی نماز جمع ہوئی اور بعد اس کے روزگی جہلم کا حکم ہوا۔ اسوقت سے یکم ۱۹ تاریخ تک کی ڈائری ہمارے مقدمہ کے نیچے ہوگی

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء (دربار شام)

مذہب کی غرض وغایت

ہمارے نو مسلموں نے آریہ وغیرہ اقوام کے مقابلہ میں ایک اشتہار شائع کیا ہے اُسے سنکر **فرمایا** کہ مذہب کی اتنی ہی غرض نہیں ہے کہ وہ فقط اس جہان میں فائدہ دے بلکہ اس جہان میں بھی فائدہ دے۔ جو لوگ عملی رنگ میں مذہب کی سچائیاں نہیں دکھاتے ہیں انکی نری باتیں ہی باتیں ہیں جو رسمی ہی ہیں ایسے لوگ مصیبت کے وقت ناجائز کام بھی کر بیٹھتے ہیں اور ان کا قول و فعل یکساں نہیں ہوتا۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز

جناب خان **عجب خان** صاحب آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں۔ اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں **فرمایا** اول تو کوشش کرو کہ ایسی جگہ نہیں جہاں لوگ واقف نہ ہوں اور اگر ایسی صورت ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی اور ناواقف ہوں تو اُن کے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کرکے تبلیغ کیا اگر تصدیق کریں تو اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ورنہ ہرگز نہیں اکیلے پڑھ لو۔ خدا تعالےٰ اسوقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے۔ پھر جان بوجھکر ان لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء الٰہی کی مخالفت ہے۔

ہماری جماعت کا کیا کام ہو؟

خانصاحب کے اس استفسار پر کہ ہمکو یہاں سے جاکر کیا بڑا کام کرنا چاہیے **فرمایا** ہماری دعوت کو لوگوں تک پہنچایا جاوے کہ ہماری تعلیم سے انکو واقف کیا جاوے۔ تقویٰ توحید۔ اور سچا اسلام انکو سکھایا جاوے۔

صدا پر اگر تو بہ شکستی باز آ

بیعت کے بعد ایک شخص نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض کے حضور اپنے قصوروں کا اعتراف کیا اور اپنی ایک رویا سنائی کہ میں نے ایک ہندو کے حقوق تلف

کیے تھے رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہی ہندو مجھے کہہ رہا ہے کہ یا تو مجھے حق ادا ہی کردے یا اس دنیا سے اُٹھائے۔ وہ پھر نے علم سے نجات پائیں اس کے بعد وہ نظر سے گم ہوگیا اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نور کا شعلہ گرا ہے اور جس مکان میں میں تھا اُسکے دروازہ کی طرف آیا اور میں اُٹھکر اُسے دیکھا تو حضور کی شکل کا ایک آدمی ہے میں نے اُسے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُسے کہا کیا تو نہیں جانتا اور پھر کہا کہ اب بس کر بہت ہوئی ہے پھر میں نے نام پوچھا تو کہا مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کے بعد میں بیدار ہوگیا۔ اور اپنے افعال پر نادم ہوکر اس خواب کے ذریعہ آپ تک پہنچا ہوں۔

فرمایا تمکو اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے۔ اپنی حالت کو بدلو اور یاد رکھو کہ ایک دن ضرور مرنا ہے خدا تعالےٰ گنہگار کو سزا دیے بدون نہیں چھوڑتا ہاں توبہ کرنے سے گناہ بخشے جاتے ہیں تمہاری فطرت میں سعادت تھی جو باوجود استقدر گناہوں اور قصوروں کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری دستگیری فرمائی۔ پس اپنی حالت میں ایک تبدیلی پیدا کرو۔

۲۲ جنوری ۱۹۰۳ء

خیالات مرفوع القلم اور عزم بالجزم

ظہر کے وقت حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک شخص نے بذریعہ ایک تحریر عرض کیا کہ میں افلاس سے ایسا گھبراتا ہوں کہ خیالات پریشان بعض وقت موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسکا کیا علاج ہے؟

فرمایا ایسے خیالات کا علاج خدا تعالےٰ کا خوف ہے جب یہ پیدا ہوجاوے تو پھر آہستہ آہستہ تو نفس مطمئنہ کی شکل آتی ہے گندے خیالات جو انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اُن سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جاتا البتہ جب انپر عزم کر لیا جاوے تو وہ قابل مواخذہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اندر دل میں خیالات کا پیدا ہونا یہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے اس لیے وہ مرفوع القلم ہیں۔

فرمایا جلدی اور بے صبری نہ چاہیے۔ توبہ و استغفار اور اصلاح اعمال کی کوشش کرو۔ ایسے خیالات بد کا تخم زندگی کے کسی گذشتہ حصہ میں بویا جاتا ہے اور جب اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ دور ہوں تو پھر یکدفعہ ہی دور ہو جاتے ہیں اور پتہ بھی نہیں لگتا۔ گھبرانے اور بے صبری سے ایک اور آفت آتی ہے پس صبر سے استغفار اور توبہ میں لگا رہے اعمال میں لگا رہے خدا کی آزمایش نہ کرے

ورنہ خود آزمایش میں پڑے گا۔ اور ہلاک ہو جاویگا خدا تعالےٰ کے حضور کوئی چیز انہونی نہیں ہوتی اور نہ وہاں کوئی کمی ہے

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

مقدمہ جہلم کے تذکرہ پر فرمایا کہ خدا کی طرف جو ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے اسباب کچھ چیز نہیں۔ جو صحت نیت سے خدا کی طرف قدم اُٹھاتا ہے خدا اُس کے ساتھ ہوتا ہے صحابہ کی نظیر دیکھلو۔ اور انکی نظیر کسی نبی کے متبعین میں نہیں ملتی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ساتھ دیا کہ بکریوں کیطرح ذبح ہوگئے۔ صدق اور وفا کو انھوں نے کامل طور پر دکھا دیا۔ حضرۃ مسیح کے حواریوں میں سے ایک نے دشمن کے ہاتھ پکڑوا دیا۔ اور انکی صداقت میں شبہ کیا جبھی تو مائدہ مانگا۔ لنعلم ان قد صدقتنا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہ ان کے پیرو ہونے کا کامل علم نہ رکھتے تھے صحابہ کرام کے دل تو یقین سے بھرے ہوئے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ انھوں نے جان کی بھی پروا نہ کی

دربار شام

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

مقدمات کے تذکرہ پر **فرمایا** کہ اسوقت لوگ خدا تعالیٰ سے بالکل غافل و بیفکر ہیں کوئی خانہ خدا کے لیے اُنکے دل میں نہیں اور نہ **نور ایمان** باقی ہے کیا کسی مفتری اور کاذب کی ایسی نظیر کوئی پیش کر سکتا ہے جو استقدر اسکی مخالفت کی گئی ہو اور وہ اپنے افترا میں ازوقت شائع کرے اور پھر پورے ہو جاویں کوئی نظیر پیش کرو۔ ان لوگوں کے اعمال بیہودہ ہیں جبتک خدا پر یقین ہو تعجب ہے معاندین کا یہ زور ہے اور دوستی سخنی کا یہ حال ہے اگر کوئی اور بات ہو تو انسان ہاتھ ڈالکر اسے صاف کردے مگر وہ تو خدا ہی صاف کرے جسقدر ہمکو ان پر رحم آتا ہے اسی قدر صفرا بلغم سے بھرے ہوئے معدہ کی طرح جو کھانے کا نام سنکر نفرت کرتا ہے یہ لوگ ہم سے نفرت اور بغض کرتے ہیں۔ اور اب سمجھیں نہیں وہ کس کس کی تکذیب کریں سب یکساں ہیں۔

جب سے مجھے یہ الہام ہوا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا اسکا یہ حصہ کہ زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا قابل غور ہے۔ کیا مصنوعی کاروبار بھی چل سکتا ہے کیا کاذب کو وہ خوبیاں اور تائیدیں مل سکتی ہیں۔ جو صادقوں کو دیجاتی ہیں؟

رویا رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑا زلزلہ آیا ہے مگر کسی عمارت کا نقصان نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی کے دن ہیں

۲۳ جنوری ۱۹۰۳ء

حسبنا اللہ و نعم الوکیل ایک عرب نے لکھا کہ اگر آپ ہزار روپیہ دیں تو میں آپکا وکیل اس ملک میں ہو سکتا ہوں **فرمایا** لکھ دو ہم کو کسی وکیل کی ضرورت نہیں ایک ہی ہمارا وکیل ہے جو عرصہ ۲۳ سال سے وکالت کر رہا ہے اسکے ہوتے ہوئے کسی اور کی ضرورت نہیں اسی نے کہا ہے الیس اللہ بکاف عبدہ

دربار شام

فرمایا جسطرح اللہ تعالےٰ تازہ بتازہ سامان تقویٰ کے جماعت کے واسطے یہاں طیار کر رہا ہے دوسری جگہ اسکا نشان نہیں ہے یہ لوگ الہام اور تقویٰ سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اور اہل حق کی علامات بتانے سے قاصر ہیں اور صادق اور کاذب کے درمیان مابہ الامتیاز قائم نہیں کر سکتے ہماری مخالفت میں وہ یہانتک پہونچ گئے ہیں کہ جو کچھ صادق کے لیے خدا نے مقرر کیا تھا وہ سب کاذب کو دیدیا۔ تقویٰ کا ادنیٰ درجہ یہ تھا کہ کم از کم خاموش ہی رہتے اور دیکھتے کہ اگر ہم کاذب تھے تو خود ہی تباہ ہو جاتے مگر کیا کریں انکی وہی مثال ہے لہم قلوب لا یفقہون بہا

فرمایا اللہ تعالےٰ نے فرمایا لا تقف مالیس لک بہ علم۔ مراد از علم یقین است ظنون را علم نگویند انیان اتباع ظن میکنند ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔

---

۲۴ جنوری کے رویا اور الہام گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکے۔

---

۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء

رویا ظہر کے وقت آپ نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ میرے سامنے جا نیٹھیں اور ایک ڈلی چھالیہ کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے بعد اسکے دو گھنٹہ بعد تک آرام رہا۔

دربار شام

بعض پرانے کشوف اللہ تعالیٰ کے انعامات کی تحدیث پر آپ نے بعض پرانے کشوف سنائے۔ انہیں سے ایک وہ تھا جسمیں سرخ سیاہی کے چھینٹے آپکے کرتہ پر پڑے تھے کیفیت سرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔

ایک رویا بیان کی کہ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں اور منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہو اتنے میں جواب ملا اصبر سنفرغ یا مرزا

پھر ایک بار دیکھا کہ کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالےٰ ایک حاکم کی صورت پر عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک سررشتہ دار کی ہاتھ میں ایک مثل ہے جو وہ پیش کر رہا ہے حاکم نے مثل دیکھکر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے غور سے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ کے پاس ایک خالی کرسی پڑی ہے مجھے اسپر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر میں بیدار ہو گیا۔

اپنی پہلی رویا (جسمیں سرخ سیاہی کے قطرات گرے تھے) کی تائید و تصدیق میں فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایکبار دیکھا کہ جنت کے سیبوں میں سے ایک سیب آپ نے لیا ہے بیدار ہونے پر وہ ہاتھ ہی میں ہے۔

تکمیل ایمان اللہ تعالےٰ پر ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک خود نشان نہ دیکھے یا نشان دیکھنے والے کی صحبت نہ رہے فرمایا مخالفین کا شور و غل اور ہماری عمر کو بڑھاتا ہے آخر ایکوقت آئے گا کہ وہ مخالفوں کو شرمندہ کرے گا۔

فرمایا عجب قدرت الٰہی ہے کہ ایک شخص کو مامور کر کے بھیجتا ہے تو خود بخود سعید اور شقی دو گروہ بنجاتے ہیں یہ وقت ہوتا ہے کہ خدا اپنا چہرہ دکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے جو زمانہ ہوتا ہے وہ شکوک و شبہات کا ہوتا ہے۔

اسرائیل کی آخری اینٹ اور ختم نبوۃ۔ **فرمایا** اٰخرین منہم کے کیا معنے ہیں ... مقام توریت کی ایک آیت تھی جس سے مسیح اسرائیلی کا گروہ مراد تھا اور یہاں اٰخرین منہم سے ہمارا گروہ مراد ہے۔ عیسائی مسیح کو خاتم الانبیا ٹھہرا کر الہام کا دروازہ بھی بند کرتے ہیں اور ان کے بعد یوحنا وغیرہ کو بھی مانتے ہیں بلکہ اس کے مکاشفات انجیل کے ساتھ شامل ہیں ابن عربی ختم نبوۃ کے متعلق یہی مانتے ہیں کہ تشریعی نبوۃ ختم ہو چکی ہے ورنہ ان کے نزدیک مکالمہ الٰہی اور نبوۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

علماء کو ختم نبوۃ کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے قرآن میں خاتم النبیین جو آیا ہے اور حدیث لا نبی بعدی جو ہے ان سے ہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانیوالی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پس اب اگر نئی شریعت کا مدعی ہو وہ کافر ہے لیکن مکالمہ الٰہی کا اگر انکار ہو تو پھر اسلام ایک مردہ مذہب ہوگا۔ اگر یہ دروازہ بھی بند ہے تو اس امت پر خیر الامم نہ ہوئی۔ اور اھدنا الصراط المستقیم دعا بیہودہ ٹھیری۔ عجب ہے کہ یہود تو یہ امت بنجاوے اور مسیح دوسروں سے آوے۔

نبوۃ کے مکالمہ میں کثرت ہوتی ہے اور عام مکالمہ الٰہی میں کثرت نہیں ہوتی۔ اور نبوۃ کے مکالمہ کی کیفیت صاف ہوتی ہے۔

نماز عشا کے بعد پھر حضرت اقدس نے اسی مضمون پر کلام فرمایا اور مثال دیکر سمجھایا کہ جب تک دونوں میں فرق نہو تو امتیاز کیسے ہو۔

فرمایا کیا وہ شخص جس کے پاس ایک دو روپے ہوں وہ اس بادشاہ کے برابر ہوگا جس کے پاس خزانے بھرے پڑے ہیں اور کیا انمیں فرق ہوگا یا نہیں حالانکہ زردار دونوں ہیں۔ اسی طرح نبوۃ کی وحی اور مکالمہ اور دوسرے لوگوں کے مکالمہ میں فرق کثرت اور کیفیت و کمیت کا ہوتا ہے۔

نبوۃ کا مکالمہ ایسا اجلی اور اصفیٰ ہوتا ہے کہ ہر ایک شریعت اسے برداشت نہیں کر سکتی مگر وہ جو اصفیٰ درجہ پر ہو

اور پھر مکالمہ نبوۃ کی یہ شان ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول وہ اپنی رضامندی پہلے خواب کے ذریعہ پھر کشف کے ذریعہ پھر وحی اور اسکے تکرار سے ظاہر کرتا ہے جس سے وہ امر غیب امر مشہود محسوس کیطرح بنجاتا ہے۔

اجلی اور اصفیٰ مکالمہ الٰہی ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نفس کرتے ہیں اس کے لیے تقویٰ اور طہارت کی بہت ضرورت ہے اسی کو فرمایا ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا۔

پس کثرت اور قلت اور صفائی اور تکدر کا فرق ثابت کر دیتا ہے۔ مکالمہ نبوت کیا ہے اور دوسرا کیا۔

عام لوگوں کو اس لیے خوابیں آجاتی ہیں کہ سلسلہ نبوت کی تصدیق ہو۔ کیونکہ اگر ایسے خوابیں عام نہ ہوتے تو امر نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ پس تمام حجت کیخاطر خدا نے یہ مادہ رکھدیا۔ لیکن ایک خواب آجانے سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ نبی شان اور ہوتی ہے۔

فرمایا ہمارے الہامات میں جو نبی آیا ہے تو تشریعی نبی کے معنے نہیں رکھتا ہو اول یہ کہ کوئی شریعت نہیں لایا دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہے۔ (باقی آیندہ)

مذہبی دُنیا کی خبریں اور رپورٹ

انگلستان سے رسالہ چرچ کوارٹرلی ریویو میں ملک اٹلی کے رومن کیتھولک پادریوں کا کچھ حال بیان کیا گیا ہے۔ اسکا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کئی برسوں تک اٹلی میں رہ کر ان پادریوں کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا ہے اسکا خیال ہے کہ جنوب کے پادریوں کا چال چلن نہایت خراب ہے اور عام لوگ ان کے ایسے چال چلن کو دیکھکر گھبراتے ہیں بلکہ قدرتی سمجھتے ہیں درحقیقت میں بھی پاکیزگی اور اخلاق فاضلہ انسان کو مل نہیں سکتے اور اسکی گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی جبتک خدا کا خوف دل پر مستولی نہ ہو اور یہ خوف پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی ہستی اور قدرت و طاقت پر یقین نہ ہو جو خدا کے زندہ کلام سے پیدا ہوتا ہے جسکا مدعی اس زمانہ میں ایک شخص ہے یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ایڈیٹر

انگلستان میں اسوقت تقریباً ڈیڑھ سو رومن کیتھولک پادری رومن چرچ اور پوپ کے برخلاف آواز اٹھا رہے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ بجائے جمہوری انتظام کے پوپ جملہ مذہبی جماعتوں کو سیدھا اپنے تعلق میں لیتا جاتا ہے اور ضعیف الاعتقادوں کو زیادہ ترجیح دیتا ہے انکا قول ہے کہ بائبل کے بجائے اسوقت رومن کیتھولک لوگ اپنے وہمی خیال میں پھنسے ہوئے ہیں اور سائنس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ (دراصل مذہبی عالم میں یہ جوش اور تحریکیں ایک مذہبی انقلاب کی خبر دے رہے ہیں جو مسیح موعود کی بعثت کا ایک ثبوت ہے۔ ایڈیٹر

لنکا کے بودھوں نے ۴ جنوری ۱۹۰۳ء کو کینڈی کالج میں اپنی متبرک زیارت گاہ کی حفاظت کے سوال پر غور کرنے کے لیے عظیم الشان جلسہ کیا جس میں ہر ایک فرقے کے تین سو بودھ مت کے دو ہزار دوسرے لوگ جمع ہوئے۔ اسموقعہ پر ایک بودھ نیشنل کانگرس کی تجویز کی گئی۔

لاٹ پادری اور سور کا شکار

نیوگنی کے لاٹ پادری نے وہاں کے باشندوں کو بیرحمی سے سور مارتے ہوئے اپنے سامنے پایا اپر اعتراض کیا اور دیسی عیسائیوں نے دوسرے دن درخواست کی کہ وہ انکو سور مارنا سکھلا جاویں چنانچہ لاٹ پادری نے پچاس سور اپنی بندوق سے مارے۔
(عیسائیت کیا ہوئی سور کے شکار کرنیکا گر ہوئی۔ نیوگنی کے لاٹ پادری کو شاید یہی کام ہو بیچارے ہمارے پنجابی لاٹ پادری کو کلیسیا کی اندرونی مرمت سے فرصت نہیں۔ ایڈیٹر

جاپان کے مذہبی کانفرنس کی نسبت بہت مشہور ہو رہا ہے کہ ضرور ہوگی مسٹر ادکا کیورا جو گذشتہ برسات میں ہندوستان میں ڈیلیگیٹ لے جانے کے واسطے آئے تھے انکی کامیابی کے لیے کوشش کر رہے ہیں لیکن جو جوش اسکی نسبت ہندوستان میں ہے اسکا عشر عشیر بھی جاپان میں نہیں گویا اگر کوئی مشرقی مذہب کی کانفرنس ہوگی تو وہ چند آدمیوں کا خیال ہے نہ جاپانی نیشن کا۔

ہز ہائنس آغا خان صاحب میر مجلس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی جو تقریر شائع ہوئی ہے عیسائی اخبار اُس سے فائدہ اُٹھا کر اسلام پر نکتہ چینیاں کر رہے ہیں اسلیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس تقریر کے خوب تردید کیجاوے جو اسلام کے سخت مخالف ہیں +
ہمیں حیرت اور تعجب ہے کہ بعض اخبارات میں جو مسلمانوں یا مسلمان ایڈیٹروں کے ہاتھ میں ہیں اس تقریر کی تعریف کی جاتی ہے۔ اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ایسی تقریر کو پسند کیا گیا یا اس کی تعریف کی گئی جو یورپین معترضین اسلام کے بعض اعتراضوں کے اصول پر نظر آتی ہے تعدد ازدواج پردہ اور رقیت وغیرہ اسے جو مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں روک بتائے ہیں یہ اسلام پر ایک حملہ ہے جو ہم نہیں جانتے عمداً کیا جاتا ہے یا سہواً۔ مگر تعجب کا مقام ہے کہ اس تقریر کی تعریف کیجاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس تقریر پر ریمارک کریں اسلیے ہمارے ناظرین ہمکو معذور رکھیں گے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ادنیٰ ممبر بھی اسلام کی ہتک کا کوئی لفظ سننے کی طاقت نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ انکو ایک غیور امام کے ساتھ تعلق ہے۔ ہم اپنے معزز معاصر تالیف و اشاعت کے ہمنوا ہیں کہ بڑی خرابی آجکل یہ ہو رہی ہے کہ نفس مضمون کو نہیں دیکھتے بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ لکھنے والے نے کس کرسی پر بیٹھکر مضمون لکھا ہے یا بولنے [illegible] چھوٹے منہ سے ہے پر حقیقت میں اس تقریر کی تعریف کی بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہز ہائنس آغا خان صاحب بالقابہ کی منہ سے نکلی ہے۔

عید اضحیٰ کی تقریب اور قوم کی توجہ

عید اضحیٰ کا وقت قریب آتا جاتا ہے اور مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضروریات یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہیں چنانچہ جیسا الحکم کے کسی دوسرے مقام سے معلوم ہوگا ہائی سکول اب کالج بنایا جاتا ہے اور فنڈ کی یہ حالت ہے کہ پچھلے مہینہ کی تنخواہ قرض لیکر ادا کی گئی ہے ایسی حالت میں ہماری قوم کو جسقدر توجہ کی ضرورت ہے وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے۔ سیالکوٹ کی عالی ہمت جماعت نے یہ تجویز کی تھی کہ عید کی تقریب عید الفطر یا عید اضحیٰ پر ہر احمدی علی العموم ایک روپیہ یا علےٰ قدر حیثیت کم و بیش مدرسہ کی اعانت کے لیے دیا کرے اور مساکین فنڈ وغیرہ کے لیے قربانی کی کھالیں بھیجدی جایا کریں۔ چنانچہ پہر دو سال سے برابر عملدرآمد ہو رہا ہے لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ بجائے ترقی کے اسپر عملدرآمد ہونے میں تنزل ہو پہلے تو اس فنڈ میں معقول آمدنی ہوتی تھی اور اب قریباً نصف رہ گئی ہے حالانکہ اس سے کئی چند بڑھنی چاہیے تھی اسلیے ابھی پہلے کہ عید اضحیٰ کا وقت آوے ہم ہر شہر کی اپنی جماعت کو جو احمدی جماعت ہے آگاہ کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں سستی یا سہل انگاری سے کام نہ لے بلکہ ہر احمدی چھوٹا ہو یا بڑا اس کار خیر میں شریک ہو یہ نہیں کہ ہمارے گھر میں سے ایک آدمی نے کچھ دیدیا اور وہ سارے گھر کا کفارہ سمجھا گیا بلکہ جسقدر احمدی ہیں وہ سب علیٰ قدر مراتب کچھ نہ کچھ اس فنڈ میں دیں اور قربانی کی تمام کھالیں یک جا جمع کرکر بعد فروخت ان کا روپیہ مساکین فنڈ میں بھیجا جاوے اس سے بہتر اور کوئی مصرف اپنی جماعت کے لیے کیا ہو سکتا ہے۔ ان باتوں کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھا جاوے بلکہ عمل کرنے کے لیے

مستعدی کے ساتھ ہمارے احباب مل جاتیں - اگر ہر فرد ہماری قوم کا اس عید اضحی کی تقریب پر بالاوسط ۲ روپیہ دے تو پچیس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے لیکن اگر ہم ۲ کے بجائے ۱ روپیہ بھی قرار دیں تب بھی بارہ ہزار سے زائد رقم محض عید فنڈ میں اور قریباً اسی قدر فنڈ میں قربانی کی کھالوں سے جمع ہو سکتی ہے - خاصا حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طرف سے اس تحریک کے لیے متفرق مطبوعہ کارڈ بھی روانہ ہونے والے ہیں - ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس تقریب پر ہمارے بھائی پچھلی ساری کمی انکی اب بھی تلافی کرکے دکھائیں گے - اور کوئی بچہ جوان بوڑھا عورت امیر غریب نہ رہے گا جو اس موقع پر مدرسہ کی اعانت کے ثواب میں شریک نہ ہو -

ختم کرنے سے پہلے ان والنٹیر صاحبان کو بھی توجہ دلاتے ہیں جنہوں نے ماہ بماہ مدرسہ کی اعانت کے لیے چندہ جمع کرنے کا وعدہ کیا تھا - وہ پھر کام شروع کریں - مدرسہ کے ٹرسٹی اور باقاعدہ چندہ دینے والے اپنی جماعت کو بڑھائیں -

تازہ الہامات

۱۰ فروری سنہ۱۹۰۳ء کو عشاء سے قبل حضرۃ اقدس نے یہ الہام سنایا لا یموت احد من رجالکم اور فرمایا کہ اس کے حقیقی معنے تو یہ ہیں کہ تمہارے رجال (مردوں) میں کوئی نہ مرے گا تو ہو نہیں سکتے کیونکہ موت تو ہر انسان تک کو آتی ہے اور قیامت تک کسی کا زندہ رہنا بھی نہیں مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہیں ہے شاید کوئی اور معنی ہوں -

۱۰ فروری کو سیر میں حضرت اقدس نے یہ الہامات سنائے جو کہ آج رات کو ہوئے سنخبرک سیغلبان انی معک ومع اھلک - ساکرمک اکراما عجبا - سمع الدعاء انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ - دعاء ک مستجاب - انی مع الرسول اقوم و اصلی و اصوم - و اعطیک ما یدوم - ۳ فروری - اصلی و اصوم اسھر و انام و اجعل لک انوار القدوم - و اعطیک ما یدوم - ان اللہ مع الذین اتقوا - ثم ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون -

اَلنُّصْحُ

سید عبد اللہ عرب صاحب نے جو کارخانہ النفع ادویات کا جاری کیا تھا + کچھ شک نہیں جیسا کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کی تصدیق سے ظاہر ہے یہ ادویات حضرت حکیم الامۃ ہی کے مجوزہ نسخہ جات ہیں جو ہمیشہ سے آپ کے شفا خانہ میں استعمال کیے جاتے ہیں + سید عبد اللہ عرب صاحب نے جب اپنے وطن عرب جانے کا ارادہ کیا تو یہ کارخانہ میرے سپرد کیا گیا چنانچہ اب اسکا مالک خاکسار مشتہر ہے - لیکن میں نے یہ امر خلاف دیانت و تقوی سمجھا کہ کہ ادویات ہر شخص صرف درخواست ہی پر بھیجدوں - یہ سچ ہے کہ ادویات مجرب نسخہ جات ہیں اور بفضلہ تعالے عموماً مفید اور نافع ثابت ہوئے ہیں مگر ہر مرض کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اس لیے ایک ہی دوا مختلف اسباب سے پیدا شدہ امراض کو ہمیشہ مفید نہیں ہو سکتی - پس میں نے یہ التزام کر دیا ہے کہ جب تک دوائی کی درخواست کرنے والا مریض کے مفصل حالات مرض و اسباب سے اطلاع نہ دے گا اسکو دوائی روانہ نہ کی جاوے گی - مفصل حالات آنے پر حضرت حکیم الامۃ سے طبی مشورہ لیکر جو دوائی مناسب ہوگی وہ طیار کر کے بھیجی جاوے گی + اور اب تک جو درخواستیں آئی ہیں ان کے متعلق بھی میں نے یہی عمل مناسب سمجھا ہے - پس ہر درخواست کنندہ اپنے مفصل حالات لکھے اور ساتھ کارڈ جواب کے لیے روانہ کرے - غرض میں اشتہاری طبیبوں کے طرز اور رنگ پر اس کارخانہ کو چلانا نہیں چاہتا + کیونکہ حقیقتہ نقصان اشتہاری ادویات سے پہونچتا ہے جیسے اکثر بیمو مریضوں کا مشاہدہ کیا ہے اور حضرۃ حکیم الامۃ کے شفا خانہ میں بہت سے لوگ اس قسم کے آتے ہیں جو ان لوگوں کے ہاتھوں سے تباہ شدہ ہیں - ایسے مفید اشتہاری طریقہ کو بالکل دور کر کے وہ طریق اختیار کیا ہے جو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکو لیے میں اپنے اللہ تعالے کے حضور سچا ہوں المشتہر حکیم فضل الدین مالک کارخانہ النفع قادیان دار الامان

کتابوں کی بہت بڑی ایجنسی

میں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اور ہر قسم کی علمی کتابوں کی بہت بڑی ایجنسی کئی سال سے قائم کی ہوئی ہے اور ہماری جماعت خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس کی تصانیف کے علاوہ جماعت کے دوسرے بزرگوں کی تصانیف بھی اس ایجنسی کی معرفت بھیجی جاتی ہیں اس ایجنسی کتابوں کے بھیجنے پر نہ پیکٹ بنانے کا خرچ خریدار سے لیا جاتا ہے اور نہ کوئی ایک کمیشن کسی سے وصول کیا جاتا ہے - بلکہ اصل قیمت پر کتابیں روانہ ہوتی ہیں البتہ مالکان کتب سے کمیشن لیا جاتا ہے + پس جو صاحب اپنی کتابیں اس ایجنسی کی معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں وہ مشتہر سے کمیشن کے لیے خط و کتابت کریں اور خریداران کتب ہمیشہ یہاں سے ہی منگواتے ہیں -

(مشکوۃ شریف عربی محشی)

مجلد مطبوعہ بمبئی نہایت کیار خوش خط کسی صاحب کو ضرورت ہو تو چار روپے ۴) میں منگوائے محصولڈاک اس کے علاوہ ہے - خاکسار سراج الحق نعمانی از دار الامان قادیان -

یہ اخبار کا پرچہ چونکہ ۱۰ فروری کو شائع ہونا تھا لیکن کئی وجوہ کے پیش آنے پر ایک روز کا توقف ہو گیا اس لیے مناسب دیکھا گیا کہ اس الہام کو جو ۱۰ فروری کو سیر کے وقت حضرت نے سنایا درج کر دیا جاوے وہ یہ ہے حرکت مہتمیا

لازم تھا اپنے ظاہری الفاظ ہی پر پوری ہوتی ہے تو پھر انکو گویا ماننا پڑے گا یہود کی طرح کہ مسیح ابھی نہیں آئے۔ اور جب مسیح کے آنے کا ہی انکار ہی ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی انکار کرنا پڑا۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے جاتا ہے اسی لیے میں بار بار اس امر پر زور دیتا ہوں کہ میری تکذیب سے اسلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اس صورت میں عقلمند سوچ سکتا ہے کہ ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصہ کے رنگ میں مسیح کی آمد ثانی ہے اور ان کا فیصلہ گویا چیف کورٹ کا فیصلہ ہے جو کہ خلاف کہتا ہے وہ نامراد رہتا ہے اگر حضرت عیسیٰ نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں خود ہی آؤں گا۔ یہودی بھی تو اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایلیا کا مثیل آنا تھا تو کیوں خدا نے یہ کہا کہ ایلیا کا مثیل آئے گا

غرض جسقدر یہ مقدمہ ایلیا کا ہے اسپر اگر ایک دانشمند صفائی اور تقویٰ سے غور کرے تو صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ کسی کے دوبارہ آنے سے کیا مراد ہوتی ہے اور وہ کس رنگ میں آیا کرتا ہے۔

دو شخص بحث کرتے ہیں ایک نظیر پیش کرتا ہے اور دوسرا کوئی نظیر پیش نہیں کرتا تو بتاؤ کس کا حق ہے کہ اسکی بات مان لی جاوے؟ یہی کہنا پڑے گا کہ ماننے کے قابل اسی کی بات ہے جو دلائل کے علاوہ اپنی بات کے ثبوت میں نظیر بھی پیش کرتا ہے اب ہم تو ایلیا کا فیصلہ شدہ مقدمہ جو خود مسیح نے اپنے ہاتھ سے کیا ہے بطور نظیر پیش کرتے ہیں۔ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو دکھاویں ایسے شخصوں کا نام لے دیں جن کی آسمان سے اُترنے کی نظیریں موجود ہوں یہ کے حق میں کوئی نہ کوئی نظیر ضرور ہوتی ہے اس مقدمہ میں تنقیح طلب یہی امر ہے کہ جب کسی کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہو تو کیا اس سے اسی شخص کا پھر آنا مراد ہوتا ہے۔ یا اسکا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے اور اسکی آمد ثانی سے یہ مراد ہوتی ہے کہ کوئی اسکا مثیل آئے گا۔ اگر اس تنقیح طلب امر میں انکا دعویٰ

چاہیے کہ وہ شخص خود ہی آتا ہے تو پھر حضرت عیسیٰ پر جو الزام عائد ہوتا ہے اُسے دور کر کے دکھاویں اول یہ انکا فیصلہ فراست صحیحہ سے نہیں ہوا۔ اور دوسرے معاذ اللہ وہ جھوٹے نبی ہیں کیونکہ ایلیا تو آسمان سے آیا ہی نہیں وہ کہاں سے آگئے۔ اس صورت میں فیصلہ یہودیوں کے حق میں صادر ہوگا۔ اسکا جواب ہمارے مخالف مسلمان ہمکو ذرا دیکر تو دکھا دیں لیکن یہ ساری مصیبت اپر اس ایک امر سے آتی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم استعارہ نہیں مانتے۔ اصل بات یہی ہے اور وہی فیصلہ حق ہے جو مسیح نے دیا ہے کہ ایلیا کے آنے سے مراد یہ تھی کہ اسکی خو اور طبیعت پر اسکا مثیل آئے گا۔ اسکے خلاف ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا مشرق یا مغرب میں پھر و اور اسکی نظیر لاؤ کہ دوبارہ آنے والا خود ہی آیا کرتا ہے؟ اس اعتقاد کو دل میں جگہ دوگے تو نتیجہ وہی ہوگا کہ اسلام ہاتھ سے جائیگا۔ مسیح کو یہودیوں نے اسی وجہ سے جھوٹا قرار دیا کیا ہمارے مخالف مسلمان بھی چاہتے ہیں کہ اسکو جھوٹا قرار دیں؟ پھر ایک اور اعتراض اسی قصہ کی بدولت پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مسیح مُردوں کو زندہ کرتے تھے یا وہ قدرتیں اور طاقتیں ان میں موجود تھیں جو انکی طرف منسوب کیجاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہوئی کہ انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا یا آسمان سے بہ اختیار خود نہ اُتار لیا۔

میرے مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے میرے مخالفوں کو ضرور ہے کہ وہ اس قضیہ کو صاف کر لیں جو مسیح کو پیش آیا اور جس کا فیصلہ انہوں نے میرے حق میں کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ بہت سی باتیں پیشگوئیوں کے طور پر نبیوں کی معرفت لوگوں کو پہنچتی ہیں۔ اور جب تک وہ اپنے وقت پر ظاہر نہ ہوں انکی بابت کوئی یقینی رائے قائم نہیں کی جا سکتی لیکن جب انکا ظہور ہوتا ہے۔ اور حقیقت کھلتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس

پیشگوئی کا یہ مفہوم اور منشا تھا اور جو شخص اسکا مصداق ٹھہرا جس کے قوم میں ہو انکو اسکا علم دیا جاتا ہے جیسے فقیہ اور فریسی یہ اور ایلیا کے دوبارہ آنے کا قصہ پڑھتے رہتے تھے اور بڑی نہایت شوق کے ساتھ اسکا انتظار کرتے رہے لیکن اس کی حقیقت اور اصلیت کا علم انکو اُسوقت تک عطا نہ ہوا جب تک کہ خود آنے والا مسیح جس کے آنیکا وہ نشان تھا نہ آگیا۔ پس یہ علم مسیح کو ملا اور اُس نے آکر فیصلہ کیا کہ ایلیا کی آمد سے یہ مراد ہے۔

اسیطرح حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں چالیس سال تک روتے رہے آخر کار آپ کو خبر ملی تو کہا انی لاجد ریح یوسف ورنہ اس سے پہلے آپ کا یہ حال ہوا کہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے وابیضت عیناہ تک نوبت پہونچی اسی کے متعلق کیا اچھا کہا ہے

کسی پرسید زاں گم کردہ فرزند
کہ ای روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوی پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی

(باقی دارد)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی

ہمارے معزز معاصر ریویو آف ریلیجنز کی جنوری کی اشاعت میں فرقہ احمدیہ کی ترقی کے نیچے ایک عجیب نوٹ شائع ہوا ہے جسکا اندراج الحکم کے کالموں میں ضروری ہے بعض احباب کہہ دیا کرتے ہیں کہ میگزین کا کوئی مضمون الحکم میں درج ہونا نہیں چاہیے یہ انکی غلط فہمی اور حلقہ اشاعت کو محدود کرنے والی رائے ہے اگرچہ انکا یہ مطلب اور مدعا نہیں ہوتا بلکہ انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس سے الحکم یا میگزین کی اشاعت پر بوجہ اتحاد مضامین کوئی اثر نہ پڑے۔ بیشک انکی نیت نیک اور صحیح ہے لیکن اشاعت کو وسیع

کرنے کے امعطرن ہیں۔ اور اسی لیے ہمنے الحکم میں متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم اور میگزین کے خریدار دونیں سے اگر کوئی الحکم کو چھوڑ کر میگزین خریدنا چاہتا ہے وہ گویا اپنی آنکھ بند کرنی چاہتا ہے یا میگزین کو چھوڑ کر الحکم لینا چاہتا ہو تو اسیطرح وہ بھی اپنی ایک آنکھ کو اوداع کرتا ہے میگزین الحکم کے مقاصد کی وسعت و شاعت کا ذریعہ اور الحکم میگزین کے اغراض کو پیدا کرنے کا آلہ ہے۔

اور اسی لیے کبھی ایسی ضرورت آ پڑتی ہے کہ میگزین کے بعض مضامین کو الحکم میں درج کر دیا جاوے جس سے ہماری ایک غرض میگزین کی عام شہرت بھی ہوتی ہے بہرحال فرقہ احمدیہ کی ترقی کے عنوان کے نیچے میگزین میں شائع کیا گیا ہے وہ کثرت اشاعت کا محتاج ہونیکی وجہ سے ہم الحکم کے کالموں میں درج کرتے ہیں اور ایسا ہی جہاد کے استعمال کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے اسکی اشاعت بھی از بس ضروری ہے (ایڈیٹر)

فرقہ احمدیہ کی ترقی

گذشتہ تین سال میں اس فرقہ نے حیرت انگیز ترقی کی ہے سنہ ۱۹۰۱ء میں اسکی تعداد صرف چند سو تک تھی مگر آج اسکا شمار ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اس ترقی کے اس حصہ کا ثبوت جو ان تین سال کے پہلے نصف حصہ میں ہوئی ہے کسی قدر مردم شماری کے کاغذات سے مل سکتا ہے اگرچہ وہاں بھی پوری تعداد اسوقت کے مطابق درج نہیں ہوئی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ مردم شماری کا کام شروع ہونے کے بعد وہ اشتہار جاری کیا گیا جسکی روسے اس فرقہ کا نام **احمدیہ فرقہ** رکھا گیا ہے اور اس سے پہلے اس فرقہ کا نام کوئی مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے لوگ جو اس فرقہ کے پیرو تھے اس نام سے مطلع نہ ہو سکے۔ احاطہ بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ (ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۰۱ء جلد ۹ بمبئی حصہ اول) سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف علاقہ بمبئی میں اس فرقہ کی تعداد **۱۱۰۸۷** تھی مگر فرقہ احمدیہ کا بہت بڑا حصہ پنجاب میں ہے جہاں سب سے زیادہ مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ قبول ہوئی ہے اور بسبب ترقی کے لوگ زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پنجاب میں اسکی حیرت انگیز ترقی ہم کسی دوسرے موقعہ پر بیان کرینگے بالفعل ہم بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ میں سے وہ حصہ نیچے نقل کرتے ہیں۔ جس میں افسر مردم شماری نے اس فرقہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی ہے۔

"اس فرقہ کے بانی میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ہیں۔ اور انھوں نے کوشش کی ہے کہ اس مردم شماری میں اُن کے پیروؤں کی تعداد پوری پوری معلوم ہو جاوے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح ہوں اور اپنے فرقہ کے خاص اصولوں کو انھوں نے ایک اشتہار میں بیان کیا ہے جو مردم شماری کی کارروائی کے ابتدا میں ہمیں پہونچا ہے۔ مختصر طور پر اصول مفصلہ ذیل بیان کیے جا سکتے ہیں۔ اشتہار کے الفاظ میں اس فرقہ کی خاص علامت یہ ہے کہ وہ نہ صرف جہاد کو موجودہ حالت میں ہی رد کرتا ہے بلکہ آئیندہ بھی کسی وقت اس کا منتظر نہیں ہے۔ مذہب کے پھیلانے کے خاطر خون بہانے کو یہ فرقہ قطعاً ممنوع سمجھتا ہے" اس کے بعد اس فرقہ کا بانی اپنے درمیان بحیثیت مسیح یا امام ہونے کے اور عیسویت کے بانی کے درمیان ایک مماثلت قائم کرتا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کی آمد کی پیشگوئی پہلے سے کیگئی تھی اور ان کا منشا یہ ہے کہ صلح اور آشتی کی بنا ڈالیں۔ اپنے مریدوں کے لیے بعض اعلیٰ درجہ کے اصول چال چلن کے قائم کیے وہ بیان کرتے ہیں کہ کیوں اس فرقہ کا نام احمدیہ فرقہ رکھا گیا۔ ان کا بیان ہے کہ آنحضرت یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک **محمد** (صلے اللہ علیہ وسلم) جو کہ جلالی نام تھا اور جس میں آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کی کامیابیوں کی طرف اشارہ تھا اور دوسرا **احمد** (صلے اللہ علیہ وسلم) جو جمالی نام تھا جس میں اشارہ اس صلح اور اخوت کیطرف تھا جو آپ کے ذریعہ دنیا میں پھیلنی تھی۔ جہاد کی تعلیم اور مذہب کے نام سے ہر قسم کی خونریزی کو مردود ٹھہرا کر امام یہ بیان کرتا ہے کہ اسکا اور اس کے فرقہ کا نام احمدیہ ہے۔ اس فرقہ کی ترقی کا آئیندہ مردم شماریوں میں خیال رکھا جانا چاہیے اور پرانے مسلمانوں کے نیے اس کی ترقی کسی قدر دلچسپی کا باعث ہوگی۔ اشتہار سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ بانی کی وفات کے بعد جانشین کا کیا انتظام کیا گیا ہے۔"

لیکن یہ ترقی بمقابلہ اس عظیم الشان ترقی کے جو گذشتہ سال کے آخری حصہ میں اس فرقہ نے کی ہے بہت ہی کم ہے جیسا کہ ایک طرف طاعون کے خطرناک حملوں سے پنجاب کی عام مردم شماری میں کمی آ گئی ہے فرقہ احمدیہ کی تعداد بڑے زور کے ساتھ بڑھتی گئی ہے۔ کیونکہ لوگوں نے تجربہ سے دیکھ لیا ہے کہ طاعون سے بچاؤ کی صرف ایک ہی صورت انہیں نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو قبول کر لیا جاوے اس لیے طاعون کی ترقی کے ساتھ جوق در جوق لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے گئے ہیں

کتاب ایات الرحمن

کی قیمت یکم جنوری سے تین ماہ تک آدھی رکھی گئی جو صاحب چاہتے ہیں

خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب فرماویں۔

سورۂ جمعہ پر حضرۃ حکیم الامۃ کا
وعظ

گزشتہ اشاعت سے آگے۔

لا یتمنونہ ابداً

کبھی بھی سر میدان ہو کر نہ نکلیں گے اور **الموت** کی تمنی نہ کریں گے۔ مباہلہ کیلیے آئیں گے لوگوں کے سامنے چونکہ انکار نہیں کر سکتے اس لیے ایسی شرائط اور حجتیں پیش کریں گے جن کا آخری نتیجہ یہ ہو کہ **مباہلہ** نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ اپنی بد اعمالیوں اور ایمانی کمزوریوں کو تو خوب جانتے ہیں صرف پردہ دری کے لیے حیلے بہانے کرتے ہیں اور دنیوی مفاد اور ستا شخصوں کو نقصان سے بچانے کی خاطر یہ بہانے خود کیسی حیرت انگیز اور عظیم الشان تحدی ہے جس میں مخالفوں کو غیرت بھی دلائی گئی ہے کہ کبھی بھی مباہلہ نہ نکلیں گے۔ اب اگر وہ اپنی ذاتی شعور اور بصیرۃ سے اپنے ایمان میں قوت پاتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق پر نہیں سمجھتے تو پھر کونسا امر ہے جو ان کو اس تمنی سے روک سکتا ہے؟ وہ اتنا ہی عذر کریں کہ اس میدان میں نہ نکلنے سے **لا یتمنونہ ابداً** کی پیشگوئی پورا کرنے والے ٹھیریں گے مگر آخر خدا تعالے کی ہی باتیں سچی اور لاتبدیل ہوتی ہیں یہی سچ ہے کہ وہ کبھی **الموت** کی تمنی نہ کریں گے کیونکہ

واللہ علیم بذات الصدور

قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم۔

اللہ تعالے **صدور** (مراکز قوی) کا عالم ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ یہ بھی مباہلہ ہی کا مقابلہ جو کرتے ہیں اس مقابلہ میں مباہلہ کا رنگ موجود ہوتا ہے اس لیے وہ موت جس سے بھاگتے ہیں اسی سے مخالف ہلاک ہوتے ہیں **ثم تردون الی عالم الغیب** پھر عالم الغیب کے حضور جاؤ گے اور وہاں بھی عذاب ہوگا۔ اور یہ ادعا مقابلہ کے قاعدہ کی رو سے صحیح ثابت ہے کیونکہ جب اس جہان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق وہ معذب ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق وہ اس جہان میں بھی معذب ہوں گے۔

اب اس قوم کا فیصلہ کر کے اللہ تعالے صرف مومنوں کو مخاطب کرتا ہے یا بہ تغیر الفاظ یوں کہو کہ **اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم** کی مصداق قوم کو مخاطب کرتا ہے۔ اور پہلے اس قوم کا ذکر کیا کہ جنھوں نے **تشابہ بالیہود** کیا۔

اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مصداق گروہ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے **یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ** الآیہ یعنی اے مومنو! جب تم نماز کے لیے جمعہ کی دن پکارے جاؤ تو اللہ کے ذکر کی طرف کوشش کر کے چلے آؤ۔ **ذالکم خیر لکم** تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے ابھی کہا ہے کہ یہ آیت **اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم** کے نیچے ہے اور یہ بالاتفاق مانا گیا ہے کہ وہ مسیح موعود و مہدی مسعود کا زمانہ ہے کھلے الفاظ میں یوں کہتا ہوں کہ یہ قوم ہماری قوم احمدی قوم ہے اور ہم کو اللہ تعالے مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

مسیح موعود کا زمانہ بھی حقیقت میں ایک جمعہ ہے۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کی تکمیل جمعہ کی آخری ساعت میں ہوئی تھی۔ اسی طرح ضروری تھا کہ **آدم ثانی** کی بعثت بھی جمعہ ہی کہلائے۔ اور پھر جیسے جمعہ کے دن باقی ایام کو معطل کر دیتا ہے اور مسلمانوں کو ایک مسجد میں جمع کر کے ایک ہی امام کے تابع کر دیتا ہے۔ مسیح موعود کا نام **امامکم منکم** اسی لیے رکھا گیا ہے اور **حکم** عدل بھی اسی واسطے رکھا گیا ہے۔ یہ باتیں میں محض خوش اعتقادی کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ میں یقین رکھتا ہوں اور اللہ نے جہانتک مجھ کو سمجھایا ہے یا اس نے آپ سمجھایا ہے قرآن شریف بھی اس مطلب کو ادا کرتا ہے۔ اور قرآن شریف نے اس آیت میں **نفخ فی الصور فجمعنٰھم جمعاً** میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیت **اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم** کو سورہ جمعہ ہی میں اللہ تعالے نے رکھا ہے۔

غرض مسیح موعود کا زمانہ ایک روحانی جمعہ ہے اور **یا ایھا الذین اٰمنوا** سے مراد یہی قوم ہو سکتی اور ہے جو مسیح موعود کو ماننے والی ہے اگرچہ عام طور پر عام مسلمان بھی اس حکم کے نیچے ہیں لیکن جو باوجود مسلمان اور مومن کہلانے کے مسیح موعود کا انکار کرتے ہیں وہ در اصل قرآن شریف کی اس آیت کے مصداق ہیں **یؤمنون ببعض الکتٰب ویکفرون ببعض** پس میں یقینی طور پر سچا مصداق اس آیت کا انہیں لوگوں کو مانتا ہوں جو کل قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اور عملی یا اعتقادی طور پر کسی حصہ کا انکار نہیں کرتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم ذکر اللہ کی طرف چلے آؤ۔

صلوۃ کیا ہے؟ اس کا جواب خود اللہ تعالے نے اپنی پاک کتاب میں دیا جہاں **الصلوۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر** نماز تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے پس اگر نماز پڑھ کر بھی بے حیائیاں اور برائیاں نہیں رکتی ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی تک نماز اپنے اصل مرکز پر نہیں اور وہ سچا مفہوم جو نماز کا ہے وہ حاصل نہیں ہوا۔ اس لیے میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں مخاطب کر کے کہنا چاہتا ہوں کہ تم اپنی نمازوں کا اسی معیار پر امتحان کرو۔ اور دیکھو کہ کیا تمہاری برائیاں دن بدن کم ہو رہی ہیں یا نہیں۔ اگر نسبتاً انہیں کوئی فرق و کمی نہیں ہوا تو پھر یہ خطرناک بات ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لیے بلایا جاوے تو اللہ تعالے کے ذکر کی طرف آ جاؤ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ضروری اطلاع احمدیوں کو اور اُن سے التفات اور توجہ کی درخواست

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو کالج بنایا جاتا ہے

جابجا مدرسے ہیں کوئی مڈل تک ہے کوئی انٹرنس تک۔ پھر کس امر اور کس ضرورت نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ قادیان میں بظاہر اسی نقش اور نمونہ کا مدرسہ ہم بھی جاری کریں۔ اگر ہمارا اصلی مقصد کوئی اور نئے نتھی اور اسے ہم نے حاصل نہیں کر لیا اور آئندہ ہماری آنکھوں کے سامنے دو نگاہ خوش کرنے والا اور حوصلوں کو بڑھانے والا منظر پیدا نہیں ہو گیا۔ تو ہم نے بھی وہی کام کیا جو عام طور پر دنیا کر رہی ہے۔ ہم ایک قوم ہیں اور بحمد اللہ دنیا کے ہر ملت و مذہب سے بالکل الگ اور جداگانہ قوم ہیں ان معنوں کے لحاظ سے کہ ہمارا شعار و ایمان ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ ہمارا امام خدا کا صادق اور برگزیدہ خلیفہ مسیح موعود (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی متبوعہ) پہلا اور لاشریک شخص ہے اس امر میں کہ اس نے اس دور میں جس میں دنیا کو خدا بنا لیا گیا ہے بیعت میں مومنوں کے لیے یہ پاک اور مبارک فقرہ رکھا اور ہر ایک منہ سے شہادتین کے اقرار کے بعد کہلوایا کہ **میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔**

پھر اس لحاظ سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو جاری کر کے ہم نے کوئی خصوصیت اور امتیاز پیدا نہیں کیا تو ہم نے اس عہد کو پورا نہیں کیا جو ہم نے خدا تعالیٰ کے سامنے اس کے بندہ کے یا خود اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کیا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے اور تحدیث بالنعمت کے طور پر ہم جس قدر شکر کریں کم ہے کہ ہم اس اصلی مقصود کے حاصل کرنے میں جو اس مدرسہ کے جاری کرنے سے ہمارے پیش نظر تھا ایک حد تک کامیاب ہو گئے ہیں۔

اس بارہ میں ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم قوم کے بچوں کو جو ہنوز مصفا اور بے نقش لوح کی مانند ہیں اپنے قابو میں لائے اور شروع ہی سے اس مقدس اور الٰہی سلسلہ میں ان کی تربیت کے وسائل پیدا کریں۔ اس لیے کہ بچپن کی معصوم زندگی کے ایام میں جس نقش کو اپنی دور اعتقاد اور وسوسہ سے پاک تختی پر مرتسم کر لے اُسے زمانہ کے پر فتنہ سیلاب اور ابلیسی ناخن نہ دھو سکتے ہیں اور نہ کسی طرح چھیل سکتے ہیں۔

ہم صحیح اور پختہ تجربہ اور سچے استقرا سے اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ ایک بھی مدرسہ ایسا نہیں جو قوم کے بچوں کو اُس مبارک اُسوہ پر نشوونما دینے کا متکفل ہو جسے خاتم النبیین رحمۃ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے قائم کیا اور جس کی اتباع کے بغیر خدا تعالیٰ کے رضوان اور خوشنودی کا سرٹیفکٹ نہیں مل سکتا۔ کل مدرسے اور کالج بلا استثناء مقصود بالذات دنیا کو رکھتے اور محض دنیا پرست قوموں کے نقش قدم پر چلنے اور چلانے کو قومی ترقی سمجھتے ہیں۔ ان مدرسوں کی در و دیوار سے ان کے تربیت یافتوں کی زبانوں اور دلوں سے لگاتار آوازیں آتی اور راست بازوں کے دلوں کو دکھاتی ہیں کہ دنیا سب چیزوں پر مقدم ہے۔

کیا ہم بھی قادیان میں وہی نمونہ وہی چند کتابیں پڑھا دیں یا بیگانہ وار دھکوں کے روکھے پھیکے جلے اُن کے سامنے پیش کیے۔ اگر ہماری قدرت کی رسائی اسی حد تک ہوتی تو ہم بھی ویسے ہی بے سود کام کرنے والے ہوتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں خاص خصائص سے شرف امتیاز بخشا جنہیں روئے زمین کے مسلمانوں میں سے کوئی طبقہ اور مشرب ہمارا شریک نہیں۔ سب سے بڑی اور قابل قدر تحریک جو ہم نے معصوم فطرت اور اثر پذیر بچوں کے آگے پیش کی وہ خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح کا مبارک وجود ہے جو اپنے ایمان اور عمل سے ہو بہو وہی اُسوہ اور نمونہ ہے جس کے اتباع کے لیے قرآن کریم آیا۔ سوچنے والے سوچیں اور غیرتمند خوب فکر کریں کہ کس قدر خوش نصیب وہ والدین ہیں جن کے بچوں کی آنکھ کو یہ شرف ملے کہ زندگی کے رنگا رنگ اور پُر ابتلا نظارہ گاہ میں وا ہوتے ہی اُن کے سامنے وہ مبارک اور فرشتہ چہرہ آ جائے جو خدا تعالیٰ کی سچی خلافت اور بے عیب صورت ہے۔ ہمارے مدرسے کے لڑکے خدا کے مسیح کو دیکھتے ہیں اُس کی تقریریں سنتے ہیں۔ آپ کے پاک نمونہ کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسی ایک امر کو اگر ہم بڑی تفصیل سے بیان کرنا چاہیں تو اس جگہ سے ہمارا حق ادا ہو جائے

کہ خدا کے خلیفہ کو دیکھتے ہیں تو سبھی کچھ دیکھتے ہیں۔

دوسری بات اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ہم ہر روز باقاعدہ عصر کے بعد لڑکوں کو حضرت **مولوی نور الدین** صاحب کے درس قرآن مجید میں شامل ہونے کی عزت دیتے ہیں۔ یہ بھی ایسی نعمت ہے کہ کوئی ملک اور شہر اس میں ہمارا شریک نہیں۔

ان سب باتوں اور نمونہ کا یہ اثر اور نتیجہ ہے کہ مڈل اور انٹرنس کے اکثر لڑکے دین کی پابندی اور سلسلہ حقہ احمدیہ کی نسبت بھی غیرت اور عصبیت رکھتے اور امید دلاتے ہیں کہ وہ دنیا کے لیے نیک نمونہ ہوں میری فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ یہ جلد کسی شخص کی طرف مائل اور کسی بات کا گرویدہ نہیں ہوتا۔ اگر میں صحیح تجربہ اور بصیرت سے لڑکوں میں آثار رشد و سعادت محسوس نہ کرتا تو میں قوم کو دھوکا دینے کا مجرم ہوتا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بعض لڑکوں کی غیرت اور پابندی اور ان کا عاشقانہ آنکھوں سے حضرت خلیفۃ اللہ کے چہرہ مبارک کو ساری نشست میں دیکھتے رہنا میرے لیے باعث رشک ہوتا ہے۔ وہ اپنے کھیلوں اور کھیلنے کے دل لگی کے سامانوں سے الگ ہو کر سب سے پہلے مسجد میں حاضر ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے کہ صف اول میں جگہ لیکر خلیفۃ اللہ کے بہت قریب بیٹھ سکیں۔

غرض لڑکوں کی اس خوشنما اور امید افزا حالت کو دیکھ کر جو انٹرنس کی منزل میں پاؤں رکھنے کے ساتھ اُن میں پیدا ہو گئی مدرسہ کے کارکنوں کے دلوں میں یہ خیال بڑے حوصلہ سے پیدا ہوا اور غور و فکر کے بعد ارادہ نے عزم کی صورت پکڑی کہ مدرسہ کو کالج بنایا جائے۔ اس لیے کہ انٹرنس تک ابھی بہت خام اور ناتمام عمر اور تجربہ ہوتا ہے اور اگر دو برس ایف اے کی تقریب سے اور اگر خدا چاہے تو دو برس اور بی اے کی تحریک سے اور ایک سال اور ایم اے کی وساطت سے ہمارے پاس رہ سکیں تو پھر پختہ عمر رسیدہ تجربہ کار قوی دل اشداء ہو کر یہاں سے نکلیں گے۔ سردست تو کالج ایف اے تک ہو گا اور باقی بھی سال اور مدارس توکل پر۔ وہ دن قریب معلوم ہوتا ہے کہ قادیان میں پورا کالج بنایا جاتا۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ اس کارروائی کو جلد بازی پر محمول کریں اور جوش سے کہہ دیں یا لکھ دیں کہ ابھی وقت قلت سرمایہ کے سبب سے اس امر کا مقتضی نہیں کہ کالج جاری کیا جائے۔ مگر اس بات کو زمانہ خود جلد باز اور عجلت کرنے والے ٹھہریں گے۔ کیونکہ انٹرنس تک محدود رکھنے میں مدرسہ کی وہ غرض پوری نہیں ہوتی یا آخر کار اس کے نابود ہو جانے کا اندیشہ ہے جو ہم سب اس کار خیر کی محرک ہوئی ہے

ابتدائی عمر کے جوش فطری جوش اور ہنڈیا کے
سے اُبال ہوتے ہیں۔ عمر کی لمبی رفتار میں اور دنیا
کے ہر امتحان اور پُر فتنہ نظاروں اور کاموں میں
بسا اوقات ان میں سردی آجاتی اور ہر وقت
امکان رہتا ہے کہ بالعوض بد تحریک اپنا کام
کرے۔ مگر کالج کی پختگی سے نکل کر ایک عمدہ پختگی
اور مضبوط بصیرت رفیق طریق ہو جاتی ہے
اور یقین مربیوں کے دلوں میں بھر جاتا ہے کہ
ان کے برسوں کے اندوختہ اور محنت پر کسی بد
معاش کا ہاتھ نہیں پڑ سکے گا۔ غرض یہ تو بالکل
عین مصلحت اور طے شدہ بات ہے کہ کالج ہو
جب ہمارا مقصود پورا ہوتا ہے اور کالج کی
تجویز پختہ بھی ہو گئی اور امید ہے کہ آئندہ مئی
سے جاری بھی ہو جائے۔ مگر
خدا تعالیٰ کی توفیق سے قوم کا یہ کام ہے کہ اس
نیک کام میں دل کھول کر شریک ہوں۔ کالج کھلنے
سے ایک سال تک تو کوئی زائد خرچ
نہیں پڑے گا۔ مولوی **محمد علی** صاحب
ایم اے ریاضی پڑھائیں گے۔
اور وہ ریاضی میں مسلم ہیں۔ ماسٹر **شیر علی**
صاحب **بی اے** جو انگلش میں بالخصوص
قابل ہیں۔ انگریزی پڑھائیں گے حضرۃ مولوی
نور الدین صاحب باقاعدہ ایک گھنٹہ کالج
میں دینیات کے معلم ہوں گے۔ اور خاکسار
راقم بھی ایک گھنٹہ باقاعدہ عربی کی تعلیم
دیگا اور یہ تینوں معلم بلا کسی دنیوی اجرۃ کے
کالج کو مدد دیں گے۔ اور دوسرے سال فرض
پچاس روپے کا زیادہ بار ہوگا۔ اگر مدرسہ کی
امداد میں وہی پہلا جوش ہوتا جو ایک عرصہ تک
قائم رہا تو اتنی ہی امداد آمدنی الحال اب سے
تک کالج بنانے میں بھی کافی تھی مگر افسوس بہت
لوگوں نے بے توجہی کی اور ان کے جوشوں میں
سردی پیدا ہو گئی۔ بہت سے شہر ہیں کہ ان سے
کچھ بھی امداد اب تک مدرسہ کو نہیں پہنچی اور
بعض ایسے ہیں کہ ان سے ناقابل اعتنا مدد
ملتی ہے۔ سیالکوٹ اور لاہور دو شہر ہیں جنہوں
نے اس کام میں پوری فیاضی سے حصہ لیا ہے
اور ایک معقول رقم ماہ بماہ انکی طرف سے
مدرسہ کو ملتی ہے۔ مگر اکثر شہر بعض غلط فہمیوں
یا ناعاقبت اندیشی کے سبب سے اسکی طرف سے
پہلو تہی کئے بیٹھے ہیں۔ اور وہ اس طرح روا رکھتے
ہیں کہ مدرسہ کو خدانخواستہ کوئی صدمہ پہنچے اور
اعدائے ملت کو شماتت کا عمدہ موقع ملے ہر ایک
شخص کو خوب ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ یہ مدرسہ
حضرت کا مدرسہ ہے اور ان کے حکم سے جاری
کیا گیا ہے اور اس کی شکست کی زد آخرکار [illegible]

چاہیئے کس کی ہمت اور رقعہ پر پڑتی ہے
اس اعراض اور غفلت قوم کا نتیجہ ہے
کہ پچھلے مہینے کی تنخواہ قرض لیکر بعد میں کی گئی
کیا اتنی اطلاع غیرت مند قوم کو چونکا دینے کے
لیے کافی نہیں۔ کیا وہ برداشت کر سکیں گے
کہ ان پر غیظ احزاب کو جو ہمارے استیصال
پر تُلے ہوئے ہیں کیطرح جمع ہو گئے ہیں پہلا تو
خوشی منانے کا دیں۔ امید ہے کہ خدا کی
برگزیدہ جماعت بحو اتفاق اور سلکو رہی ہے
ایک دفعہ مستعد کھڑی ہو گی اور یکمشت چندہ
اور باترتیب اور باقاعدہ چندہ سے مدرسہ
اور کالج کی امداد کا ثواب لیگی۔ جو لوگ ابتک
شریک نہیں ہوئے وہ بھی شریک ہو جائیں
خواہ بہت ہی خفیف رقم دیں۔ اور شہروں
کے لوگ ان تمام بھائیوں کو بھی شامل کرنیکی
کوشش کریں جو دیہات میں رہتے اور حقیقت
قوم سے ناواقف ہیں۔ اکثر شہروں میں ایسے
عالی ہمت اور کارکن افراد ہیں جو اس کام کا
بیڑا اٹھا سکتے اور بخوبی نبھا سکتے ہیں۔ لاہور
میں حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ کپورتھلہ
میں منشی محمد خان صاحب اور منشی اروڑا
صاحب۔ سیالکوٹ میں میر حامد شاہ
صاحب۔ ماسٹر غلام محمد صاحب۔ گوجرانوالہ
میں منشی احمد دین صاحب اپیل نویس
وزیر آباد میں شیخ نیاز احمد صاحب۔ شیخ محمد
جان صاحب۔ جہلم میں سیٹھ احمد الدین صاحب
منشی محمد حسن صاحب رہتاسی۔ راولپنڈی میں
حکیم شاہ نواز خاں صاحب۔ پشاور میں خواجہ
کمال الدین صاحب۔ مولوی غلام حسن صاحب
سب رجسٹرار۔ امرتسر میں ڈاکٹر عباد اللہ
صاحب۔ نبی بخش صاحب رفوگر۔ حیدر آباد
دکن میں اور ہر ایک شہر میں سربرآوردہ احباب
جیسے احمدی اس کام کو اپنا فرض سمجھ لیں۔ سب
سے اول اور بہت جلد مدرسہ کو جانکاہ فکر
سے سبکدوش کریں اور کالج کے لیے عزم صمیم سے
خط مستقیم پر قدم اٹھائیں۔ امید ہے کہ ہماری یہ
جس وثوق سے قوم کے آگے ہاتھ پھیلا رہی ہے
انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گی اور ہمیں یہ
موقع ملیگا کہ کچھ عرصہ کے بعد ہم ایک اور صورت
میں احمدیوں کی سرگرمی اور فداکاری کا نمونہ غیروں
کے آگے پیش کر سکیں

اے ارحم الراحمین سمیع بصیر مولیٰ
تو ذرہ نوازی سے ان ناچیز فقروں کو پہلے قبول فرما
اور پھر قوم کے دلوں میں انہیں جگہ دے کیونکہ ساری
توفیقیں تجھ ہی سے اور تیرے ساتھ ہیں۔ آمین

خاکسار عبد الکریم از قادیان۔ ۳ فروری ۱۹۰۵ء

فتح قادیان

گذشتہ اشاعت سے آگے

بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان
خاکسار حسب دعوۃ آپ کے مندرجہ اعجاز
احمدی صفحہ ۱۱ قادیان میں اس وقت حاضر ہے
جناب کی دعوۃ قبول کرنے میں آج تک رمضان
شریف مانع رہا ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا۔ میں
اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب
سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں چونکہ
آپ بقول خود ایک ایسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز
و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کیلیے
عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لیے خصوصاً
ہے۔ اسلیے امید ہے کہ آپ میری تفہیم
میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ
کرینگے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت
بخشیں گے کہ میں مجمع میں آپ کی پیشگوئیوں
کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں میں
مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر
کی طرف توجہ دلا کر اس عہدہ جلیلہ کا واسطہ
دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع دیں
۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء

ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ از قادیان

جواب حضرۃ اقدس کیطرف سے

از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد
بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ آپ کا
رقعہ پہنچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے
یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و شبہات پیشگوئیوں
کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت
بھی جو دعوی سے تعلق رکھتے ہوں رفع
کرا دیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی
اور اگرچہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب
انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس
گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کرونگا
کیونکہ اسکا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ
کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا مگر
میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنیکے لیے
طیار ہوں اگرچہ آپ نے اپنے اس رقعہ میں

دعویٰ تو کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں مگر
مجھے تامل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ
سکیں کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر
ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات
کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے
سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے
مباحثات ہرگز نہیں کروں گا سو وہ طریق جو
مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ ہے
کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کے لیے اول
یہ اقرار کر دیں کہ آپ منہاج نبوۃ سے باہر
نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں گے
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسیٰ
یا حضرت موسیٰ یا حضرت یونس پر عائد ہوتا
ہو اور انکی حدیث اور قرآن کی پیشگوئیوں پر
زد نہ ہو دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی بولنے
کے ہرگز مجاز نہیں ہوں گے صرف آپ مختصر
ایک سطر یا دو سطر تحریر دیدیں کہ میرا یہ اعتراض
ہے پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب
سنایا جاوے گا اعتراض کے لیے لمبا لکھنے
کی کوئی ضرورت نہیں ایک سطر یا دو سطر کافی
ہیں تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف
ایک ہی آپ اعتراض پیش کریں گے کیونکہ آپ
اطلاع دیکر نہیں آئے چوروں کی طرح آ گئے
اور ہم ان دنوں میں باعث کم فرصتی اور کام
طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت خرچ نہیں
کر سکتے۔ یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام
کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی
گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ کو بالکل منہ بند
رکھنا ہوگا جیسے صمٌّ بکمٌ۔ یہ اس لیے کہ تا گفتگو
مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے اول صرف
ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں تین گھنٹے
میں اسکا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک
گھنٹہ کے بعد آپکو متنبہ کیا جاوے گا کہ اگر ابھی
تسلی نہیں ہوئی تو اور کچھ لکھکر پیش کرو آپکا
کام نہیں ہوگا کہ اسکو سنا دیں ہم متوجہ ہو لیں
گے مگر چاہیے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو
اس طرز میں آپ کا کچھ حرج نہیں ہے
کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے
آئے ہیں یہ طریق شبہات دور
کرانے کا بہت عمدہ ہے میں باواز
بلند لوگوں کو سنا دوں گا کہ اس
پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ
صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا
ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے
اسیطرح تمام وساوس دور کر دیے
جاوینگے لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے
رنگ میں آپ کو بات کا موقع دیا جاوے
تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ چودھویں جنوری
سنہ ۱۹۰۳ء تک میں یہاں ہوں بعد میں پندرہ
جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤنگا
سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے لیکن ۱۴ر جنوری
سنہ ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹے تک آپ کے لیے خرچ
کر سکتا ہوں اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے
کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے
آپ کو فائدہ ہوگا ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا
آسمان پر مقدمہ ہے خود خدا تعالیٰ فیصلہ کریگا

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

سوچ کر دیکھلو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر دو
سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک گھنٹہ کے بعد
اپنا شبہ پیش کرتے جائیں گے اور جب وہ وسوسہ
دور کر جاؤنگا۔ ایسا ہی صدہا آدمی آتے
ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں ایک بھلا
مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کریگا
جسکو اپنے وساوس دور کرانے ہیں اور کچھ
غرض نہیں لیکن وہ لوگ جو خدا کی نہیں ڈرتے
انکی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں بالآخر اس غرض
کے لیے اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے
ہیں تو قادیان سے بغیر تصفیہ کیے
خالی نہ جاویں دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں
اول چونکہ میں انجام آتھم میں خدا تعالیٰ سے
قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث
نہیں کروں گا اس وقت پھر اسی عہد کے
مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی
کوئی بات نہیں سنوں گا صرف آپکو یہ موقع دیا
جاوے گا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپ
کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض پیشگوئی پر ہو
ایک سطر یا دو سطر تک لکھکر پیش کریں اور
جسکا یہ مطلب ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں
ہوئی اور منہاج نبوۃ کی رو سے
قابل اعتراض ہے اور پھر چپ
رہیں اور میں **مجمع عام** میں اسکا جواب
دوں گا جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں پھر دوسرے
دن کو دوسری پیشگوئی اسی طرح لکھکر پیش کریں
یہ تو میری طرف سے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں
اس سے باہر نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی
بات نہیں سنوں گا اور آپکی مجال نہیں ہوگی
کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپکو خدا
تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اگر سچے دل سے
آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جائیں اور ناحق
فتنہ و فساد میں عمر بسر نہ کریں اب ہم دونوں
میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف
کرے گا اس پر لعنت ہو اور خدا کرے
کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی
میں دیکھ لے آمین سو میں آپ دیکھونگا
آپ سنت نبوی کے مطابق اس قسم کو پورا
کرتے ہیں یا قادیان سے نکلتے ہوئے
اس لعنت کو ساتھ لیجاتے ہیں
اور چاہیے کہ اول آپ مطابق اس قسم کے
آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھکر بھیج
دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں
مجمع کیا جاوے گا اور آپکو بلایا جاویگا اور
عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور
کر دیے جائیں گے۔ ۱۱ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مولوی ثناء اللہ کا خط

ما بعد خاکسار ابو الوفا ثناء اللہ بخدمت مرزا غلام احمد
صاحب آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہونچا مگر افسوس
کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔
جناب والا جب کہ میں آپکی حسب دعوت مندرجہ
اعجاز احمدی ص ۱۱ و ۲۳ حاضر ہوا ہوں اور صاف
لفظوں میں رقعہ اولے میں انہی صفحوں کا حوالہ
دیچکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپنے کی ہے
بجز العادۃ طبیعۃ ثانیۃ کے اور کیا معنی رکھتی ہے
جناب من کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز
احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو
تحقیق کے لیے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ وہ (یہ
خاکسار) آپکی پیشگوئیوں کو جھوٹی ثابت کرے
تو فی پیشگوئی مبلغ سو روپیہ انعام لوں اور اس
رقعہ میں آپ مجھکو ایک دو سطر لکھنے کے پابند
کرتے اور اپنے لیے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں۔
تلک اذا قسمة ضيزى بھلا یہ کیا تحقیق کا
طریق ہے کہ میں تو ایک دو سطریں لکھوں اور
آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں اس سے صاف
سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دیکر پچھتا رہے
ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق
سے اعراض کرتے ہیں جسکی بابت آپنے مجھے تحریر
دعوت دی ہے۔ جناب والا کیا اپنی دو سطروں
کے لکھنے کے لیے آپنے مجھے در دولت پر حاضر
ہونے کی دعوت دی تھی جس سے عمدہ امرتسر
ہی میں بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں مگر
چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلا
نیل مرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا
اس لیے میں آپ کی اس بے انصافی کو بھی قبول کرتا
ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا اور آپ بلا
شک تین گھنٹے تقریر کریں۔ مگر اتنی اصلاح ہوگی
کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤں گا

اور جو ایک گھنٹہ کے بعد تین سطریں لکھکر پانچ
نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت
رائے ظاہر کروں گا۔ چونکہ مجمع عام آپ پسند نہیں
کرتے اس لیے فریقین کے محدود آدمی ہوں گے جو
پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے۔

آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں
کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں۔ اطلاع دینا آپنے
شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے آپکو آسمانی اطلاع
ہوگئی ہوگی۔ آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی
وقت مجھکو دیدیجیے گا۔ کارروائی آج ہی شروع
ہو جائے آپکے جواب سننے پر میں اپنا مختصر سا
سوال بھیجدوں گا باقی لعنت کی بات وہی تو
ہے جو حدیث میں موجود ہے۔

ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ از قادیان۔
۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

جواب الجواب حضرۃ اقدس کیطرف سے

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ آپکا رقعہ حضرۃ اقدس امام
الزمان مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا چونکہ
مضامین اس کے محض عناد اور تعصب آمیز تھے
جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے
ظاہر ہوتی تھی۔ لہذا حضرت اقدس انجام آتھم میں
اور نیز اپنے خط مرقومہ جواب رقعہ سامی میں قسم
کھا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ
مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں گے
خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامور من اللہ کیونکر
کسی امر کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ طالب حق کے لیے
جو طریق حضرۃ اقدس نے تحریر فرمایا ہے۔ کیا وہ کافی
نہیں۔ لہذا آپ کی اصلاح جو بطرز نشان مناظرہ
آپنے لکھی ہے۔ وہ ہرگز منظور نہیں ہے۔ اور یہ
بھی منظور نہیں فرماتے ہیں کہ جلسہ محدود ہو بلکہ
فرماتے ہیں۔ کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرائے جمع
مجتمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جاوے
والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

خاکسار محمد احسن بحکم حضرۃ امام الزمان

گواہ شد — گواہ شد
محمد سرور — ابو سعید عفی عنہ

مندرجہ بالا خط و کتابت اگرچہ ناظرین کو خود ایک صحیح نتیجہ
اس نتیجہ پر پہنچنے کا دیتی ہے مگر ہم اپنی جگہ اس
طلب پر انشاء اللہ بحث کریں گے و دکھائیں گے کہ مولوی ثناء
اللہ صاحب نے اس معاملہ میں کہاں تک تقویٰ اور خدا
ترسی سے کام لیا ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

(ایڈیٹر)

ناظم ندوہ سے خط و کتابت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یا ان سنیوں کا اسلام جو عیسیٰ مسیح کو بعض پرندوں کا
خالق اور غیب دان اور محی موتی یقین رکھتے ہیں
اور اسی جسم خاکی کے ساتھ لا تغیر فیہ زندہ خلاف
سنت اللہ مانتے ہیں اور اسطرح خدا تعالیٰ کی صفات
میں شریک کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ سوا مسیح
اور مسیح کی ماں کے کوئی بھی پیدایش کے وقت
مس شیطان سے محفوظ نہیں رہا چاہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں اور
اسطرح افضل الانبیاء کی کسر شان کرتے ہیں اور
یہ بھی مانتے ہیں کہ مسیح کے ساتھ روح القدس
ہمیشہ رہتا تھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ
امی وابی) کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہتا تھا اور ان
باتوں سے ابن مریم کو جو کشمیر جنت نظیر کی خاک
میں مدفون ہے آسمان پر چڑھاتے ہیں اور
عیسائیوں کو ان کے شرک میں مدد دیتے ہیں
یا نیچریوں کا اسلام کہ خدا کو جو کرنا تھا وہ کر چکا
اب وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اسکا ہاتھ بندھا ہوا
ہے۔ وہ کسی دعا کرنیوالے کی دعا نہیں سنتا
اور فرشتہ کوئی وجود خارجی نہیں جبرئیل ایک
قوت ہے جو ملکہ نبوۃ کہلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ
پکارنے والے کو جواب نہیں دیتا گو کتنا ہی
مجاہدہ کرے ناک رگڑتے رگڑتے مر کیوں نہ جاوے
شارع اسلام کی کتنا ہی احترام کرے۔ اپنی کیسی
ہی تبدیلی کیوں نہ کرے خدا اسکو کبھی اپنے
مکالمہ سے مستفیض نہیں کرتا اور اگر کچھ ہونا
تھا تو وہ ہو چکا اب رونا چلانا کام نہیں آتا
اور وہ ہرگز جواب دینے والا نہیں۔ وہ خدا
جو کبھی بولا کرتا تھا اب اسمیں تکلم کی قوت نہیں
اب مسلمانوں اور عام الناس کی کیسی ہی
حالت خراب ہو جائے۔ انکی دینی حالت کیسی ہی
بگڑ جائے اور ان کے عقائد کیسے ہی فاسد ہو جائیں
وہ دنیا میں کتوں سوروں کی طرح کیوں نہ ہو جائیں
اب کوئی آسمانی مزکی اور نور خدا کی طرف سے
آنے والا نہیں جو انکو تاریکی سے نور کیطرف
لے جائے اور ناپاکی سے پاک کرے۔ یا غیر
مقلدوں کا اسلام کہ حضرت موسیٰ کے پیرو نبی
اور رسول ہوتے تھے اور آخیر دم تک آتے تھے
ذریعے سے خدا کا کلام لوگوں تک پہونچتا تھا۔ بہت
سے اڑتے وقتوں میں خدا کی طرف سے خدا کی جماعت کو
تسکین آتی تھی حضرت موسیٰ کے زندہ نشان
دکھلانے کے لیے موسیٰ کی امت میں اکثر افراد موجود
رہتے تھے لیکن امت محمدیہ کے لیے یہ دروازہ بند ہوگیا
کہ یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی سرور عالم کا زندہ
ثبوت دکھلانے والا نہیں۔ انکے غلاموں کے
نصیب میں یہ درجات ہیں ہی نہیں۔ خدا کا یہ دعا
تعلیم کرنا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم بالکل یونہی ہے۔ شاید بہلانے
کے لیے ہے ورنہ اس کا ثبوت خارجی کبھی نہیں ہوا
اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور اس امت میں کسی زمانہ میں
کوئی مزکی آویگا بھی تو وہ حضرت موسیٰ کا خلیفہ ہوکر
آویگا۔ یا خارجیوں کا اسلام اشاعت ہوگا۔ غرض
کونسا اسلام اشاعت کیا جائے گا اور کونسی دینی
داری وغیرہ کی تعلیم دیجائیگی۔؟ کیا ندوہ کے
علماء جو مختلف گروہوں کے علماء ہیں آپسمیں حساب
رسدی تقسیم کرائیں گے۔

نمبر ۵۔ دار الافتاء سے فتوے دریافت کرنیوالوں کو
کس قسم کا جواب دیا جائے گا؟ کیا حق اور حقیقت
کے مطابق ہوگا یا ہر ایک شخص کو اس کے فرقہ
کے اصول مسلک کیمطابق؟ اگر حق اور حقیقت کے
مطابق جواب دیا جائے گا تو ندوہ کے علماء جو
مختلف گروہوں کے علماء ہیں اور اکثر معاملات
اور عبادات میں بہت متفرق الخیالات ہیں کسطرح
کو حق اور حقیقت سمجھیں گے اور اگر اس فرقہ کے
اصول مسلک کیمطابق ہوگا تو یہ کیسی خرابی ہوگی کہ حق
اور حقیقت کو پس پشت ڈالکر صرف سائل کے
خیالات کی پیروی کی جائے گی۔ فقط

عاجز ارادت حسین احمدی۔ موضع اعدین۔
ڈاکخانہ کجہو۔ ضلع مونگیر۔ (باقی آئندہ)

اردو تحریر میں مختصر نویسی کی ضرورت اور زبان کی سہولت

پیسہ اخبار کی ۲۹ جنوری ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان
سے ایک نوٹ لکھکر اردو زبان کی ایک بڑی ضرورت کو پیدا کرنیکا
ارادہ ایڈیٹر صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ ہم پیسہ اخبار کی اس رائے
سے بکلی اتفاق رکھتے ہیں کہ بیشک اردو تحریر میں خیالات کی
سہولت اور زمان کی بچت کے لیے بلحاظ اختصار ادائے
ضرورت ہے۔ بلکہ اگر اردو میں بھی کوئی مختصر نویسی کا طریق ایجاد
ہو سکے (اگرچہ موجودہ طرز تحریر بھی مختصر کی ایک حد تک
رکھتا ہے) تو بہت بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن یہ کام کل ایڈیٹران
اخبارات کا ہے کہ وہ اپنی تجویزات کو پیش کر کے اسے مکمل
کریں ہمارا ایڈیٹر پیسہ اخبار کی یہ تجویز ہمکو پسند آئی ہے کہ
وقت دور نہیں ہے کہ اردو میں مختصر نویسی کی کوئی بات ہی نکل
راہ پیدا ہو سکے اسکے لیے ہم خود بھی ایک عرصہ سے سوچ رہے
ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مندرجہ عنوان تجویز کو کل اخبارات
بڑی خوشی کیساتھ مانتے ہیں اور ہم بڑی خوشی کے ساتھ کسی
تجویز کی تائید کریں گے اور اس کے متعلق ہم جو تجاویز

اخبار الحکم و تفسیر القرآن کے کارخانہ انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و مہتمم کارخانہ مذکور کے اہتمام میں چھپکر شائع ہوا ہے

ہمارا مقدمہ

چونکہ ہمارے ناظرین جو مقدمہ جہلم کے متعلق ہوا ہے بہت منتظر ہیں ہم اس فیصلہ مابین مولوی کرم الدین درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

نقل بیان کرم الدین مورخہ ۱۷/۱/۰۳ مشمولہ مثل فوجداری اجلاسی رائے سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مہادر باختیار مجسٹریٹ درجہ اول صدر جہلم

نمبر مقدمہ	مرجوعہ	فیصلہ	موقع
۳	۱۷/۱/۰۳	۱۹/۱/۰۳	جہلم

مولوی کرم الدین ولد مولوی صدر الدین ذات آوان ساکن بھیں تحصیل چکوال مستغیث۔

بنام عبد اللہ کشمیری و شیخ یعقوب علی و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور

ملزمان

(جرم دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند)

بیان کرم الدین ولد صدر الدین ذات آوان عمر تخمیناً ۳۵ سال پیشہ زمینداری و امامت و مدرس ساکن بھیں باقرار صالح۔ میرے دادا کا نام مہر محمد ہے۔ مہر محمد کے باپ کا نام مجھکو ٹھیک یاد نہیں ہے محمد حسن متوفی کے باپ کا نام نور حسن تھا۔ نور حسن کے باپ کا نام اللہ نور تھا اُس کے باپ کا نام مجھکو یاد نہیں ہے۔ مگر اس قدر معلوم ہے۔ کہ مہر محمد کا باپ اور اللہ نور کا باپ حقیقی بھائی تھے محمد حسن کے تین پسران ہیں۔ اسکی عورت بھی ہے۔ وہ میری حقیقی ہمشیرہ ہے محمد حسن کا ایک بیٹا ۱۶-۱۷ سال کا ہوگا۔ باقی دونوں بہت چھوٹے ہیں۔ نور حسن زندہ ہے مگر ضعیف العمر اور بیمار ہے۔ محمد حسن کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ سوال وکیل مستغیث جواب یہ محمد حسن کے لڑکے میرے زیر اہتمام ہیں۔ محمد حسن متوفی کا ماتم میں نے کیا ہے۔ یعنی میں نے ہی محمد حسن کے جنازہ کے واسطے لوگوں کو بلایا اور میں نے ہی اسکی ماتم کا خرچ کیا۔ اور میرے پاس ہی لوگ ماتم پرسی کو آئے۔ محمد حسن کا گور و کفن میں نے ہی کیا۔ اس کی ماتم پرسی کے خط میرے پاس ہی باہر سے آئے۔ بہت سی چٹھیات جو میرے پاس اُنکی ماتم پرسی کی بابت معزز اشخاص کی طرف سے موجود ہیں۔ محمد حسن کا باپ نور حسن ان پڑھ ہے

مولوی محمد حسن کا قائمقام اب میں ہی بطور مولوی اس علاقہ میں ہوا ہوں۔ مجھکو محمد حسن کے برخلاف تحریرات سے سخت رنج ہوا ہے ۱۷/۱/۰۳
دستخط انگریزی مجسٹریٹ درجہ اول۔ مقابلہ شد

نقل حکم اخیر عدالت فوجداری اجلاسی رائے سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیار مجسٹریٹ درجہ اول مقام صدر جہلم۔

نمبر مقدمہ	مرجوعہ	فیصلہ	موقع نمبر نقل
۳	۱۷/۱/۰۳	۱۹/۱/۰۳	جہلم

مولوی کرم الدین ولد مولوی صدر الدین ذات آوان ساکن بھیں تحصیل چکوال مستغیث

بنام

عبد اللہ کشمیری احمدی مدرس قادیان و شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور مستغاث علیہم

(جرم دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند)

تجویز عدالت

حالات اس استغاثہ اور استغاثہ نمبری (۵) کے تقریباً یکساں ہیں۔ اس واسطے یہ حکم ان دونوں استغاثوں کے متعلق سمجھا جاوے گا۔ مستغیث ان دونوں استغاثوں میں ایک شخص مولوی کرم الدین ہے مگر ملزمان میں سے مرزا غلام احمد قادیانی و شیخ یعقوب علی دونوں ایک ہی ہیں۔ تفاوت صرف یہ ہے کہ استغاثہ نمبری (۴) میں عبد اللہ کشمیری بھی ان کے ساتھ ملزم ہے۔ مگر استغاثہ نمبری (۵) میں عبد اللہ کشمیری ملزم نہیں ہے۔ بلکہ بجائے اُس کے حکیم فضل الدین ان کے ساتھ ملزم ہے۔ کہ جو اب جنوری کو بوجہ عدم تعمیل وارنٹ حاضر عدالت نہیں ہوا۔ (۲) مستغیث کا بیان یہ ہے کہ مولوی محمد حسن فیضی اُس کا حقیقی بہنوئی تھا کہ جو اب مرگیا ہے اور مشہور و معروف عالم و فاضل تھا اسکی نسبت ملزمان نے ہتک آمیز کلمات تحریر اور شائع کیے ہیں۔ جسکا کہ ذکر اُس نے اپنے ہر دو استغاثجات میں مفصل درج کیا ہے پس اب ملزمان پر مواخذہ زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند کیا جاوے۔ (۳) مستغیث کا جو بیان نسبت اسکی رشتہ داری اور تعلق ہمراہ مولوی محمد حسن فیضی متوفی لیا گیا۔ تو اُس کا یہ بیان ہے۔ کہ وہ محمد حسن متوفی کا حقیقی سالا ہے۔ یعنی محمد حسن متوفی کی عورت اسکی ہمشیرہ حقیقی ہے۔ اور کہ اسکا

پڑدادا اور محمد حسن متوفی کا پڑدادا حقیقی بھائی تھے۔ یہ بھی اُسکا بیان ہے۔ کہ محمد حسن متوفی کا باپ نور حسن جو ان پڑھ ہے۔ وہ بھی ابتک زندہ ہے۔ اور کہ اسکی عورت یعنی ہمشیرہ حقیقی مستغیث اور محمد حسن کی تین لڑکیاں جو ابھی نابالغ ہیں وہ بھی زندہ اور موجود ہیں۔ اور وہ اسکی سرپرستی میں رہتی ہیں۔ اور کہ وہ بھی انکی خبرگیری کرتا ہے۔ اور کہ اُس نے محمد حسن متوفی کی ماتم داری اور تجہیز و تکفین کیا تھا۔ اور کہ اسی کے پاس لوگ انکی ماتم پرسی کیلئے آئے تھے۔ (۴) پس اب اس مرحلہ پر وکلا ملزمان نے یہ سوال پیدا کیا۔ کہ بموجودگی بیوہ و پسران محمد حسن متوفی مستغیث کو جو محض سالا متوفی کا اور پانچ پشت دور کا رشتہ دار اُسکا ہے۔ کوئی منصب دائری استغاثہ جات ہذا نہیں ہے۔ لہذا یہ استغاثہ جات خارج ہوکر ملزمان رہا ہونے چاہییں چنانچہ فریقین کے وکلا کی بحث اس اہم اور ابتدائی اعتراض کے متعلق سماعت کی گئی۔ اور اُسپر کافی طور سے غور کیا گیا۔ نتیجہ اُسکا یہ ہے کہ ہماری رائے میں بلاشبہ مستغیث کو کوئی منصب دائری استغاثہ جات ہذا کا بموجودگی بیوہ و پسران متوفی نہیں ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں وجوہات جن کے متعلق قلمبند کرتے ہیں (۵) وکلا ملزمان کی اول حجت یہ ہے کہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری جسکے تحت میں ہی استغاثہ ہذا زیر باب اکیس ہوسکتا ہے۔ الفاظ مظلوم شخص (aggrieved person) وہ شخص سمجھے جانا چاہیے۔ کہ جو زیر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری اس جرم میں راضی نامہ بھی کرسکے کیونکہ یہ جرم قابل راضی نامہ ہے۔ پس اگر کوئی ایسا شخص استغاثہ زیر باب اکیس۔ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری دائر کرے کہ جو اس جرم میں راضی نامہ نہ کرسکتا ہووے۔ تو وہ منصب دائری اس استغاثہ کا نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ بحکم دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کی تعمیل نہیں ہوسکی اور جرم قابل راضی نامہ نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ قانون نے اسکو جرم قابل راضی نامہ قرار دیا ہے۔ مگر ہماری رائے میں یہ دلیل وکلا ملزمان کی درست معلوم نہیں ہوتی ہے۔ قانون نے جرم ازالہ حیثیت عرفی زیر باب اکیس کو جیسا کہ دیگر جرائم کو قابل راضی نامہ زیر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری صرف اُن حالتوں میں قرار دیا ہے جبکہ دفعہ مذکور کی فہرست جرائم کی تعمیل ہی ہوسکے۔ اگر اُس خانہ کی تعمیل نہیں ہوسکتی۔ تو اُس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ جرم قابل راضی نامہ نہیں ہے۔ مثلاً جرم زیر دفعہ ۴۹۸ تعزیرات ہند کے لیے خاوند عورت بھی